رَبِّ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ

ستایش و نیایش مر خدای را کہ کتاب فصاحت بیان بلاغت نشان

طرز یازوی دانش خرد پروران ادب آموز و جان داروی خرد دانشوران ہنر توز

اعنی

قرۃ العین

در

ترجمتین

برائے استفادہ طالبان امتحانات منشی ۔ منشی عالم ۔ منشی فاضل

از خامہ علامہ زماں حضرت مولنا الحاج المولوی رشید احمد صاحب

مولوی فاضل و منشی فاضل سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور پنجاب

حسب فرمائش

شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی

کشمیری بازار لاہور

تعداد ۵۰۰ مطبوعہ رفاہ عام پریس لاہور [illegible] قیمت ۱۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کرتا ہوں میں سربسجود ہوکر اُس پاک ذات قدیم صفات کی جو دانا بینا حاضر و ناظر ہے اور رحیم و کریم قوی و قادر ہے۔ وھو القاھر فوق عبادہ وھو اللطیف الخبیر اور نعت کرتا ہوں تہ دل سے اس خیر الکائنات و افضل الموجودات کی جس نے ہدایت کے ہاتھوں سے گمراہوں بیراہوں کو جہالت و حماقت کے گڑھے سے باہر نکالا اور کفر و ضلالت کے جوشزن دریا سے باطنی چشم کے اندھوں کو کمر سے پکڑ کر سواحل نجات و خلاص پر ڈالا۔

میں اُس کے اور اُسکے آل و اصحاب کے قدموں پر سر و گردن جھکا کر اپنے گناہوں سے تائب ہوتا ہوں۔ فقط

سبب تالیف کتاب

جب کتاب درمکنون در جواب مضمون تیار ہوکر چھپ گئی۔ اور عوام و خواص کو اس سے بہت کچھ فائدہ پہنچا۔ اور امیدواران منشی فاضل و منشی عالم سے اس کو بہ ہزار قدر دانی و شکوری بہ تسلیم و قبولیت رکھا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ ایسی کتاب بھی بنائی جائے جو فارسی سے اُردو اور اُردو سے فارسی میں ترجمہ کا طور و طریقہ سکھلائے۔ اور اس کی مشق و مہارت کا طرز و انداز بتلائے۔ کیونکہ ترجمہ جواب مضمون کے لئے بمنزلہ نردبان ہے۔ جب تک خود زبان پر دسترس اور تحریر پر قدرت نہ ہو اور اُن مضامین اور اُن کا اچھے الفاظ میں ادا کرنا دشوار ہے۔ نیز ترجمہ کے سیکھنے کی ضرورت کسی خاص امتحان سے مخصوص نہیں۔ علاوہ کوئی ایسی کتاب بھی اب تک تیار نہیں ہوئی۔ جس میں ہر قسم کے ترجمے ایک جگہ فراہم ہوں۔ اور اس کو استاد اپنے پاس رکھ کر ترجمہ کی مشق کرائیں۔ اور بدون کلفت

ترجمہ کے لوازمات اور ضروریات بتلائے۔ اس لئے اس خاکسار بے مقدار نے قدرے ہمت باندھ کر کچھ کام کیا ہے۔ امید ہے کہ سخنور قدر فرمائیں اور کمی وبیشی سے چشم پوشی و درگزر۔

آغاز کتاب

(۱) فارسی سے اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اردو کا محاورہ نہ بگڑے اور نیز الفاظ فارسی میں سے حتی الامکان کوئی لفظ ترجمہ سے نہ رہ جائے۔ اردو کے الفاظ بھی سلیس ہوں۔

(۲) جس فارسی عبارت میں اضافات زیادہ ہوں اس کا ترجمہ اردو میں فارسی کے برعکس راس آئے گا۔ جیسے (عذوبت کلام شیریں وشش برحلاوت کوثر خلد بریں طعن می زد) یعنی اس کی شیریں جیسی کلام کا مٹھاس اعلیٰ جنت کے کوثر کے مٹھاس پر طعن کرتا تھا۔

جو کتب کورس امتحان میں درج ہیں۔ ان کے مضمون و مطلب سمجھنے میں خوب غور و فکر عمل میں لائے تاکہ ترجمہ کے وقت مضمون فہمیدہ کو اردو کے جس محاورہ میں چاہے لا سکے اور جیسے چاہے بیان کر سکے۔

(۴) کسی زبان کا کسی زبان میں پورا ترجمہ کرنا تو دشوار ہے۔ کیونکہ ہر زبان کے محاورات جداگانہ ہیں۔ اکثر ترجمہ میں دقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے کم از کم کوشش کرے کہ متکلم مافی الضمیر سامع کی لیاقت کے مطابق دل نشین ہو جائے۔

(۵) نوعمر طلبہ کے لئے اگرچہ لفظی ترجمہ دل میں زیادہ تہ نشین ہوتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ وہ سبق خواندہ کا خود یا بذریعہ استاد بامحاورہ ترجمہ بھی کر کے خلاصہ سمجھ یا لکھ لیا کریں۔

(۶) اردو سے فارسی میں ترجمہ کرنا چند امور پر موقوف ہے۔ جن کی اول تیاری لازم و ضروری ہے۔

(ا) فارسی الفاظ کا ذخیرہ یستعمل الفاظ کی فہرست یاد کرلے جو کار آمد الفاظ و محاورات کتب اساتذہ میں پڑھے۔ ان کو لکھنا چاہیئے۔ یا ان کے نیچے نشان لگانا چاہیئے تاکہ وقت پر مستحضر رہیں۔

(ب) اردو کا فارسی میں لفظی ترجمہ کرنا کار آمد نہیں جب تک اردو فقرہ کو پڑھ کر یہ نہ دیکھا جائے کہ فارسی زبان والوں نے اس فقرہ کے مضمون کو کن لفظوں میں ادا کیا ہے۔

(ج) صفوۃ المصادر اور اس کی گردان کا یاد کرنا اور قدرے ترکیب جاننا واجبی ہے۔ کہ بدوں اس کے ترجمہ کی چارپائے سل نہیں سکتی۔

(د) اصطلاحی مصادر و دیگر اصطلاحات عبارت فارسی کو رنگین و دلچسپ بنا دیتی ہیں۔ جیسے رو ساختن۔ شرمندہ شدن۔ در پوست کسے افتادن۔ غیبت کردن۔ سر بر خط فرمان۔ اطاعت۔ انگشت بدندان۔ حیرت زدگی۔ لاف زنی دعوے بیہودہ۔

(س) حتی الامکان عربی الفاظ کے استعمال سے گریز چاہیئے۔ کیونکہ عربی الفاظ کے استعمال پر بغیر عربی صیغوں کی واقفیت اور ان کے قدرے استعمال کی علم بغیر دسترس نہایت مشکل ہے۔ جیسے کوئی بولے۔ من بسیار متشکر شدم۔ اگرچہ صیغہ درست ہے۔ مگر استعمال صحیح نہیں۔ یا کوئی کہے ذات خدا از ہمہ عیوب تنزیہ ست۔ کہ استعمال تو درست ہے۔ مگر صیغہ غلط ہے منزہ چاہیئے۔

مشق اوّل

از رقعات چہار عجم۔ سپیدہ دم از بستر خواب برخاستہ

در پیشگاہ سحر اسپیدم شادی پیکے دیدم کہ پر بہواست۔ کورنشے سپردم فرود آمد بر دستم نشست پاسے آئینۂ آئین از پشت خانہ ساختم آسودہ بر زد و دانستم کہ مژدہ جاں افزا رسیدنی ست۔ و نگار بر روے کار آمدنی۔ کہ ناگاہ پیکے بادرفتار ہمایوں پا نمایاں شد از دیار دوست۔ دانستم کہ از ہر گامش بزم بزم شادی بسیجید شد پیشوائیش می خواستم کہ پیش آمد و نامہ رساند از درخشیدن مہر سپہر بخت بلندی نوشتہ بود خواندم و از شادی چناں بر خویش بالیدم کہ در پیرہن نگنجیدم چشم چراغے از ایشاں آرزو بود سپاس ایزد کہ روشنی بچشم خود دیدم پروردگار ہمگیں دوستان و وابستگان خجستہ و ہمایوں گردانیدہ ببالیدگی زیست ہزار سالگی رساناد۔

ترجمہ سلیس:۔ نور کے تڑکے میں خواب گاہ سے اٹھ کر گھر کے سامنے ٹہل رہا تھا کہ ایک مبارک پرندہ بلندی پر اڑتا ہوا مجھے نظر آیا۔ میں تسلیم بجا لایا۔ پرندہ اتر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ ایک پہر آئینہ کی طرح جس کا گھر پشت پر ہوتا ہے۔ میں حیران رہا۔ پرندہ اڑا۔ فوراً میں نے سمجھا کہ جانفزا خوش خبری آنے کو ہے۔ اور معشوق جلوہ گر ہونے کو۔ اچانک مبارک قدم تیز رفتار قاصد ظاہر ہوا۔ میں نے سمجھا کہ دیار وامصالہ دوست سے آیا ہے جس کے ہر قدم سے خوشی و خرمی جوش زن ہے۔ استقبال کرنے کو تھا کہ آیا اور خط پہنچایا۔ لکھا تھا کہ بلند بختی کے آسمان کا آفتاب چمکا۔ میرا رنگ خوشی سے دمکا کہ میں پھولا نہ سمایا۔ نورچشم کی آن حضرت سے تمنا تھی۔ خدا تعالے کا شکر کہ میں نے بچشم خود روشنی دیکھی۔ پروردگار تمام احباب و متعلقین کو مبارک ہمیون کرکے ہزار سالہ زندگی کی افزائش کو پہنچائے۔

مشق دوم (از بوستان)

۱۔ یکے را چو من دل بدست کسے — گرو بود می برد خواری بسے

۲۔ پس از ہوشمندی و فرزانگی — بدف برزدندش بہ دیوانگی

۳	قفا خوردے از دست یارانِ خویش	چو مسمار پیشانی آورده پیش
۴	خیالش چناں بر سر آشوب کرد	که بام دماغش لگدکوب کرد
۵	ز دشمن جفا بردے از بهر دوست	که تریاق اکبر بود زہر دوست
۶	نبودش ز تشنیعِ یاران خبر	که غرقه ندارد ز باران خبر
۷	کرا پائے خاطر برآید بسنگ	نیندیشد از شیشهٔ نام وننگ
۸	شبے دیو خود را پری چہره ساخت	در آغوش آں مرد برزے بتاخت
۹	سحرگه مجالِ نمازش نبود	ز یاران کس آگه ز رازش نبود
۱۰	بآبے فرو رفت نزدیک بام	بدو بسته سرمائے از رخام
۱۱	نصیحت گرے لومتش آغاز کرد	که خود را بکشتی دریں آب سرد
۱۲	ز برنائے منصف برآمد خروش	که زنهار ازیں حرف منکر خموش
۱۳	مرا پنج روز ایں پسر دلفریفت	ز مهرش چنانم که نتوان شگیفت
۱۴	نه پرسند یارے بخلق خوشم	نگر تا چه بارش بجاں می کشم
۱۵	پس آنرا که شخصم ز خاک آفرید	بقدرت در و جانِ پاک آفرید
۱۶	عجب داری از بار امرش برم	که دائم باحساں و فضلش درم

ترجمہ بامحاورہ مطلب خیز

۱- ایک کا دل میری طرح کسی کے قبضے میں پھنسا تھا۔ اور وہ بہت ذلت اٹھاتا تھا

۲- لوگوں نے بعد عقلمندی اور دانائی کے (کہ وہ پہلے تھا) اس کو دیوانگی کا نشانہ بنایا تھا۔

۳- اپنے یاروں سے تھپڑ چپیٹے کھاتا تھا۔ میخ کی طرح ضرب کھانے کو سر جھکائے رکھتا

۴- اس کے خیال پراگندہ نے اس کا سر ایسا پریشان کیا گویا اس کے دماغ کا کوٹھا روند ڈالا۔

۵۔ دوست کی خاطر ظلم وستم سہتا۔ کیونکہ دوست کا زہر تریاق کا حکم رکھتا ہے۔
۶۔ اس کو احباب کی لعن وطعن کی کچھ خبر نہ تھی۔ بھلا غریق آب کو بارش کا کیا علم۔
۷۔ ایک رات شیطان نے پری چہرہ بن مرد کی بغل میں لیٹ اسکو محتلم کردیا۔
۸۔ صبح کو نماز نہ پڑھ سکا۔ اس کے دوستوں کو اس کا علم نہ ہوا۔
۹۔ پانی میں غوطہ مارا قریب صبح کے۔ موسم سرما نے مرمر جیسے برف سے در بند کیا تھا۔ یعنی پانی پر برف جمی ہوئی تھی۔
۱۰۔ ایک خیرخواہ نے اس کو ملامت کی۔ کہ سرد پانی میں تو نے نفس کشی کی۔
۱۱۔ منصف جوان نے درستی سے بولا۔ کہ ہرگز ایسا بدلفظ نہ بول اور چپ رہ۔
۱۲۔ مجھے چند روز سے اس لڑکے کا عشق ہوا۔ اس کی محبت میں میرا وہ حال ہوا۔ کہ صبر نہ رہا
۱۳۔ دیکھ میں کیسے اس کا ناز و انداز اٹھاتا ہوں اور اس نے ایک دفعہ بھی خوش خلقی سے میری بات نہ پوچھی۔
۱۴۔ پس اس پاک ذات کے بارے میں جس نے میرا وجود خاک سے پیدا کیا۔
۱۵۔ اور قدرت سے اس میں روح پھونکی۔
۱۶۔ اور ہمیشہ اس کے فضل وکرم میں ہوں۔ تو تعجب کرتا ہے۔ اگر اس کا حکم بجا لاؤں اور تکلیف اٹھاؤں۔

مشق سوم

از رقعات عالمگیری ۔ فرزند عالیجاہ فاضل خان پیرہادی شما در گزشتہ دل بدرو آمد پیر بازدار سر براہ کار خوش اعمال بود عملہ تحاویل را حساب میداشت وخانہ ایں بے سروسامان از بیسامانی خود روشن می ساخت ور خوش سیرتی وزیرخان حاجی محمد شیہ نباید کرد سید محمد خان و میر نیاز ہم اگرچہ بدنیستند

اما متصدی سخت گیرند چو منتسبان شما اکثر ملازم ما میشوند حالا قابل خان را می خواہم از شما بگیرم شما برائے ایں کار محمد محسن را نگاہدارید اینجا قحط الرجال ست تا آمدن او عنایت اللہ خان سر انجام خواہد کرد۔ گو مشاغل بسیار دارد حق حافظہ مریم بیشتر ست۔ پسرش ہم از شخصیت بیگانہ نیست اما طرف خویشاوندان سخت می گردد مکرر بر مزد تصریح نصائح میکنم کہ رگھناتھ و سعد اللہ خان خدمات مالی بہ برادران خود نمی داد وگفت کہ خانہ برانداز متصدیاں ہمیں بلا دانند خدا تعالیٰ رفیق بد ہا را ہدایت کند یا گردن بشکند۔

ترجمہ نفیس:۔ فرزند عالیجاہ فاضل خان تمہارا رہنما پیر مرشد انتقال کر گیا۔ دل کو درد پہنچا۔ راز دار پیر منتظم کارنیک اعمال تھا تنخواہ داروں کو حساب کتاب میں لگائے رکھتا اور اس بے سرو سامان کا گھر اپنی سامانداری سے روشن و منور کرتا تھا۔ وزیر خان پسر حاجی محمد کی نیک طینتی میں شبہ نہ کرنا چاہیئے۔ محمد خان و میر نیاز اگرچہ بُرے نہیں مگر سخت گیر منشی ہیں۔ تمہارے رشتہ داروں کی طرح اکثر ہماری ملازمت کرتے ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ قابل خاں کو تم سے لے لوں۔ تم اس کام کے لئے محمد محسن کو رہنے دینا۔ اس کے آنے تک عنایت اللہ خاں سامان کرے گا۔ اگرچہ اسکو مشغلے زیادہ ہیں بسماۃ حافظہ مریم کا حق زیادہ ہے۔ اس کا فرزند بھی جیدگی سے بے بہرہ نہیں۔ مگر وہ اپنے خویشوں کی طرفداری بہت کرتا ہے۔ اشارۃً و صراحتہً میں نصیحت کرتا ہوں کہ رگھناتھ اور سعد اللہ خاں مالی خدمات اپنے بھائیوں کو نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ گھر تباہ کرنے والے انہی شہروں کے منشی و متصدی ہیں۔ خدا تعالےٰ بُرے ساتھی کو ہدایت کرے۔ یا اس کی گردن توڑے۔

مشق چہارم (۲ از دیگر کتاب)

یکے از علامات تواضع سہل کردنست بصحبت صلحائے و علماء دین و درویشان صاحب یقین نہ جماعتے کہ خود را بصورت علماء ربانی و مشائخ حقانی بخلق نمایند و بطمع

حطام فانی سخنان حق را بزیور خوشامد بیارا نید بلکہ بصحبت کسے باید رفت کہ کارہ صحبت مردم باشند و یکسے اعتقاد باید کرد کہ نخواہد کہ کسے او را اعتقاد کند۔ آوردہ اند کہ چوں عبداللہ طاہر بحکومت خراسان آمدہ در نیشاپور نزول فرمود اعیان و اشراف بسلام وے آمدند بعد از یک ہفتہ پرسید کہ ہیچ کس ماندہ ست دریں شہر کہ بسلام نیامدہ باشد۔ و مارا نہ پرسیدہ گفتند ہر کہ دریں شہر اسمے و رسمے داشتہ شمارا پرسیدہ الا دو درویش کہ ہر یک ازیشاں در گوشہ نشستہ اند و دیدہ از مشاہدہ ایں و آں بر بستہ و از غوغائے خلق بار رستہ اند و بذکر حق پیوستہ

مثنوی

معتکفانِ حرم کبریا ۔۔۔ شستہ ز دل صورت کبر و ریا
دیدہ نہ و کون و مکاں در نظر ۔۔۔ بال نہ و ہر دو جہاں زیر پر
ملک نہ و نوبت شاہی زدہ ۔۔۔ تخت ز ایوانِ الٰہی زدہ

نوٹ:۔ الفاظی تشریح اگر منظور ہو تو اول تشریح اور پھر ترجمہ کیا جائے۔ مگر اولی اور بہتر یہ ہے کہ جب ممتحن تشریح پوچھے جبھی لکھنی چاہیئے۔ اور بدون سوال عبث بلکہ فضول گوئی ہے۔

عبارت بالا کی تشریح

تواضع بروزن توافق وضع سے مشتق ہے۔ یعنے گردن نہادن۔ صلحا جمع صالح بمعنے نیک مرد۔ مشائخ جمع شیخ خلاف قیاس پیر عارف سے مراد ہے۔ حطام بمعنی مال دنیوی۔ کارہ اسم فاعل ہے بمصدر کراہتہ ہے۔ اعیان جمع عین از عین القوم۔ یعنی سردار قوم۔ غوغائے خلق سے مراد دنیوی تعلقات ہیں۔ تواضع کی ایک علامت نیکوں اور علما دین اور درجہ یقین کے درویشوں کی صحبت و ملاقات ہے نہ ایسے گروہ کی صحبت جو ربانی عالم اور حقانی عارف بن کر دنیا کی

مال کی طمع پر اپنے کلام کو زیورِ خوشامد سے سجاتے ہیں۔ بلکہ ایسے انسان کی صحبت اختیار کرے کہ جو لوگوں کی ملاقات سے متنفر ہو اور ایسے کا معتقد ہو جو کسی کے معتقد ہونے کو پسند نہ کرے۔

روایت ہے کہ جب عبداللہ طاہر خراسان کی حکومت پر مقرر ہو کر نیشا پور میں نازل ہوا۔ تو روسار و شرفار اس کی سلام کے لیئے حاضر ہوئے۔ ایک ہفتہ بعد عبداللہ نے پوچھا کہ کوئی اس شہر میں باقی رہا جو ہمارے سلام کو نہ آیا۔ اور ہم کو نہ پوچھا لوگوں نے کہا جو نام و نشان دار اس شہر میں تھا۔ اس نے جناب کو پوچھا۔ بجز دو درویشوں کے جو گوشہ نشین ہو کر ہا وشما اور اِس اور اُس کی ملاقات اور خلقت کے مخمصوں سے آزاد ہوئے اور ذکر و یادِ حق میں مصروف ہیں۔

خانۂ خدا میں جم کر بیٹھنے والے۔ بڑائی اور ریاکاری کا نقش دل سے دھوئے ہوئے آنکھ جھکائے ہوئے اور دنیا و مافیہا ان کی نظر میں ہے۔ عاجزی کے بازو پست مگر دونوں جہان ان کے زیرِ تصرف۔ ملک باطنی اور نوبت شاہی ان کو حاصل۔ درگاہ حق میں ان کا تخت حکومت ہے۔

مشق پنجم

از سفرنامہ شاہ ایران و تاریخ ملکم۔ کاشیہائے بسیار اعلی۔ و طرفین کا سلسلہ یک پارچہ از بلور بود۔ پائے پلہ قصر پیادہ شدیم۔ بادشاہ اولاد و خدام شان را معرفی کردند۔ خلاصہ خیابان عریضے جلو قصر ست۔ طرفین آں دو ردیف درخت جنگلی قوی سبز بسیار بلند ست زمین ہمہ چمن ست و گل و سبزہ۔ آمدیم پائین طرفین خیابان درختہائے انبوہ بلند ہمہ گلہائے بزرگ آبی رنگ و قرمز وغیرہ دادہ بود رسیدیم محاذی عمارت مشہور بہ بیگم بیگی دست راست طرف اناطولی لب بغاز واقع ست۔ چوں جریان آب لب بغاز از بحر قرا دنگیز بہ بحر مامورہ ست

و بسیار تنومند مثل رودخانہ در بعضے مواقع جریان دارد از اسخجا و درمحاذی ہمیں عمارت کہ منتہائے جریان دار و کشتی مانتوانست مقابل عمارت لنگر بیندازد۔

دست چپ زمینش کوہ ترو محال خرر و د قزوین ست آخر خاک قزوین فارسی چین اول خاک خمسہ فردہ این دھات از رودا ہر مشروب می شود۔ بعد از گذشتن از پل بفاصلہ دو میدان اسپ تپہاد ماہور ہا بزرگ پیدا شدہ حائل گردید مابین کوہائے دست چپ دامن تپہا کہ معبر بود۔ تا قریب بشہر زنجان نزدیک شہر درہ و ماہور کم کم و مفقود و منتہی بصحرا گردید روے حوضخانہ اطاق آئینہ کاری مقرنس بسیار بسیار خوب ساختہ اند۔

ھدایت۔ پہلے خود بامحاورہ ترجمہ پر زور ڈالا جائے۔ پھر غلطی اپنی ترجمہ سے صحیح کی جائے۔ تا کہ درست ترجمہ کی مشق ہو۔ اور استاد سے سبق ایسا سمجھ کر پڑھو کہ تم کو سہولیت سے ترجمہ پر قدرت ہو۔

تشریح۔ کالسکہ۔ گاڑی۔ پلہ۔ بزوبان۔ جلو بمعنے سامنے۔ دو ردیف پس و پیش۔ خیاباں۔ چمن مگر یہاں سڑک کے معنے ہیں۔ قرمزی۔ سرخ رنگ۔ بیگ بمعنے امیر لر علامت جمع ہے۔ اس لئے اس کے معنے امیر الامراء کے ہوئے۔ آئینہ کاری جس میں آئینے جڑے ہوں۔ اطاق۔ کمرہ۔ مقرنس عمارت گنبددار۔

ترجمہ۔ گاڑیاں بہت نفیس۔ گاڑی کے دونوں طرف بلوری شیشے ایک ٹکڑا یا دو جوڑ تھے۔ محل کی سیڑھیوں کے نیچے ہم پیادہ ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی اولاد و ملازمین کو ہم سے ملایا۔ خلاصہ کلام ایک چوڑی سڑک محل کے سامنے ہے۔ اس کے دونوں طرف آگے پیچھے پرانے مضبوط سبز اونچے درخت ہیں (اگر دیکھو) ساری زمین چمن و گلزار ہے۔ ہم نیچے اترے۔ سڑک کے دونوں طرف بہت اونچے درخت اور تمام بڑے نفیس نیلگوں و سرخ پھول لگائے ہوئے تھے۔ ہم پہنچے سامنے

کی عمارت ہیں جو عمارت بیگلار بیگی کے نام سے مشہور ہے۔ مقام اناطولی کے دائیں طرف آبنا کے کنارے پر واقع ہے جبکہ آبنا کا پانی بحر قراو نگیز سے بحر مارمورہ کی طرف بہت زور سے جاتا ہے۔ بعض موقعوں پر دریا کی طرح تیز چلتا ہے۔ جیسے اس عمارت کے آگے کہ حار کا تیز جاتا ہے۔ اس لئے ہماری کشتی عمارت کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

بائیں ہاتھ کی زمین تمام پہاڑی ہے۔ اور بڑی رود قزوین کی جاگیر ہے۔ زمین قزوین کے اختتام پر موضع فارسی چین اور زمین خمسہ کے آغاز پر موضع فردہ ہے۔ یہ گاؤں ابہر رود سے سیراب ہوتے ہیں۔

پل سے گزر کر گھوڑے کی دو دوڑ کے فاصلہ پر تودے اور ٹیلے شروع اور وہ حائل ہو گئے بائیں ہاتھ کے پہاڑوں اور ان ٹیلوں کے درمیان جو ہماری گزرگاہ ہے۔

دسنجان شہر کے قریب ٹیلے اور درے کم کم اور گم ہو کر صاف جنگل پر ختم ہوئے۔ دو صنخانہ کے ادھر شیشوں دار گنبد دار کمرہ خوب بنایا ہے۔

مشق ششم
(از دیگر کتاب)

دیگر تعمیر مشاہد مبارکہ و ترویج مزارات متبرکہ سبب آں می شود کہ ارواح مقدسہ آسودگان آں مزارات مدار روزگار سعادت آثار عامر و مروج گردند و از جملہ خیرات کلیہ آں ست کہ موقوفات بقاع خیر ابواب البرکۃ را از دست متاکلہ و متغلبان انتزاع نمودہ بمردم آئین و متدین سپارند و محصول آں را بہ ارباب وظایف و اصحاب استحقاق چنانچہ شرط واقف باشد رسانند و بر اعمال وقف عمال پاکیزہ و بادیانت و نیکو معاش تعیین نمایند و بر آں نیز اعتماد نہ نمودہ بہر چند وقت بہ تفحص امور مباشرت مہمات آں اوقات مشغولی کنند۔

تشریح الفاظ:۔ مشاہد جمع مشہد بمعنے مقبرہ۔ کیونکہ قبر پہ حاضر ہو کر

فاتحہ پڑھتے ہیں۔ ترویج مصدر۔ رواج دینا۔ موقوفات۔ وقف کی ہوئی اشیا بقاع جمع بقعہ مقام۔ مستاکلہ ظلم سے کھانے والے۔ متغلبان۔ تغلب بے جا غلبہ کرنا۔ یعنی ناحق غلبہ کرنے والے۔ اعمال جمع عمل۔ مقام یا جاگیر۔ عمال جمع عامل بمعنے حاکم۔

ترجمہ:۔ دوسرے مبارک مقبروں کا بنانا اور متبرک زیارت گاہوں کا رواج دینا اس امر کا باعث ہوتا ہے کہ ان مزارات کے آرامیدگان کی پاک روحیں رواج و آباد کرنے والوں کے سعادت آثار زمانہ کی مددگار و معاون ہوں۔ اور عام نیکیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خیر و برکت والے مقامات کے اوقاف کو حرام خوروں اور ناجائز متصرفوں کے قبضہ سے چھین کر امانت و دیانت داروں کے سپرد کریں۔ اور ان کی آمدنی وظیفہ خواروں اور حقداروں کو حسب خواہش وقف کنندہ کے پہنچائیں اور جائداد موقوفہ پر بے داغ بادیانت و نیک معاش حاکم مقرر کریں۔ اور ان پر بھی بھروسہ نہ کرکے گاہے بگاہے تفتیش امور کے لئے موقوفات کے حصوں کو خود لیں۔ اور ان میں مشغول و مصروف ہوں۔ فقط

مشق ہفتم (از مطلع الانوار امیر خسرو)

زاں ہمہ کآداب نیکو کاریست	پایۂ اول ادب یاریست
زانکہ در آفاق ز برنا و پیر	ہیچ کس از یار ندارد گزیر
چوں نتواں دامن یارے گزاشت	بایدت اندیشہ بصحبت گماشت
دوستی باید نہ انگونہ چیست	کاں ابدالدہر بماند درست
ہمدمی کش نہ دراز ست امید	ہیچو خضابست بموئے سفید
گو نہ خود رنگ نگردد ز تاب	زود رود رنگ تکلف ز آب

دیدہ چو گردد ز سفیدی چو شیر | کے شود از سرمہ سیاہی پذیر
خانہ کساسش بود از خشت خام | پست شود از دو سہ باراں تمام
ہر کہ حق صحبت یاراں شناخت | عمر ہمہ اندر رہ ایشاں بتاخت
دوست مگو آنکہ زود پستی | باز نداند ادب دوستی
دوست بگو دشمن کم لغزرا | دز دشمن مخلص بے معز را

ترجمہ۔ منجملہ ان کے جو نکوکاری کے اداب ہیں۔ پہلا درجہ دوستی ویاری کا ادب ہے

۲۔ کیونکہ زمانے میں جوان ہو خواہ بوڑھا کسی کو دوست بدون چارہ نہیں۔
۳۔ جب کہ دوست کا دامن چھوڑا نہیں جاسکتا تو ضرور ملاقات میں غور وفکر لگانا چاہیئے۔
۴۔ دوستی ایسی مضبوط و محکم چاہیئے کہ ہمیشہ عمر بھر درست و محکم رہے۔
۵۔ وہ ہمدمی و ہمدردی جس کی دیر پائی کی امید نہیں ایسی ہے جیسے سفید بالوں پر رنگ خضاب۔
۶۔ خودرنگ رنگ دھوپ سے نہیں اڑتا۔ بناوٹی رنگ پانی سے جلد دھل جاتا ہے۔
۷۔ آنکھ میں جو دودھ سی سفیدی پھیل جائے۔ وہاں سرمہ کی سیاہی کیا کام کرے۔
۸۔ جس گھر کی بنیاد کچی اینٹوں کی ہو۔ دو تین بارشوں میں پست و مسمار ہو جائے۔
۹۔ جس نے دوستوں کی ملاقات کا حق سمجھا اس نے اپنی زندگی راہ دوستی میں صرف کی۔

۱۰۔ اس کو دوست نہ کہہ جو دورنگی و ریاکاری سے دوستی کا حق ادا نہ کر سکے۔

۱۱۔ اگر دشمن میں لغزش نہ ہو اُسے دوست کہہ۔ بے مغز و بدباطن محب کو چور سمجھ۔

سبق ششم (از مخزن اسرار نظامی)

یک نفس اے خواجہ دامن کشاں	آستینے بر ہمہ عالم فشاں
رنج مشو راحت رنجور باش	ساعتے از محتشمی دور باش
حکم چو بر عاقبت اندیشی ست	محتشمی بندۂ درویشی ست
ملک سلیماں مطلب کاں ہبا ست	ملک ہماں ست سلیماں کجاست
حجلہ ہماں ست کہ عذراش بست	بزم ہماں ست کہ وامق نشست
حجلہ و بزم اینک تنہا شدہ	وامق افتادہ و عذرا شدہ
سال جہاں گرچہ بسے درنوشت	از سر مویش سر موئے نگشت
ما کہ جوانی بجہاں دادہ ایم	پیر چرائیم کزو زادہ ایم
خاک ہماں خصم قوی گردن ست	چرخ ہماں ظالم گردن زن ست
سام کہ سیمرغ پسر گیر داشت	بود جواں گرچہ پسر پیر داشت
صحبت گیتی کہ تمنا کند	با کہ وفا کرد کہ با ما کند
خاک شد آنکس کہ دریں خاک زیست	خاک چہ داند کہ دریں خاک چیست
ہر ورقے چہرۂ آزادہ ایست	ہر قدمے فرق ملک زادہ ایست

ترجمہ و تقریر خلاصہ مطلب (ھدایت) امیدوار کو لازم ہے کہ تشریح و مطلب جو کچھ لکھنا ہو وہ شعر کے یا نثر کے ساتھ ساتھ یا قدرے بریکٹ میں لکھنا چاہیئے اور خلاف عقل ہے کہ ترجمہ کہیں اور مطلب و تشریح کہیں۔

۱۔ دامن کشیدہ رفتن ناز و ادا سے چلنا۔ آستین برفشاندن منع کرنا دور کرنا۔ ایک دم کو اے ناز سے چلنے والے۔ آستین جہاں پر ہلا۔ یعنی دنیاوی تعلقات

سے باہر آ اور دنیا کو چھوڑ۔

۲۔ سیخ و زحمت نہ ہو بیمار کی راحت و آرام بن ایک دم کو شان و شوکت سے دور ہو۔ یعنے ایسا ہو کہ کسی کو تجھ سے دکھ نہ پہنچے۔ ایسا ہو کہ بیمار کو تجھ سے راحت و آرام ملے۔ تھوڑی دیر کو بڑائی چھوڑ اور اس سے دور رہ۔

۳۔ جب عاقبت اندیشی پر حکم ہے۔ تو حشمت و شوکت درویشی کی غلام ہے یعنی جب ارباب شہود کے نزدیک مصرعہ۔ مرد آخربیں مبارک بندہ ایست۔ تو پھر درویشی اختیار کر کہ درویشی کو حشمت پر شرف و غلبہ ہے۔

۴۔ ملک سلیمان کیا چاہتا ہے وہ تو غبار ہے۔ ارے جہاں سلیمان ہے۔ وہیں بادشاہی ہے یعنے جنت نہ مانگ جنت والے کو مانگ۔

۵۔ عذرا عرب میں ایک معشوقہ کا نام ہے جس پر وامق عاشق تھا۔

مزے کا پردہ وہی ہے جس کو عذرا نے باندھا۔ اور بزم عشرت وہی ہے جس میں وامق جانشین ہے۔ مدعا یہ ہے کہ دنیا تو فانی ہے حقیقی معشوق کی طلب کر۔

۶۔ اب تو وہ پردہ اور مجلس خالی رہ گئی نہ مجلس کا وامق ہے نہ پردہ والی عذرا یعنی انقلاب زمانہ باعث فنائے امور دنیا ہے۔

۷۔ اگرچہ جہاں کی عمر دراز ہے۔ صدہا سال اس پر گزرے۔ مگر جہاں باقی ہے۔ اس میں ذرا فرق نہ آیا۔ مدعا یہ کہ جہاں ہے مگر جہاندار بدل گئے۔

۸۔ یہ عجیب لطف ہے کہ ہم نے جوانی جہان کی نذر کی۔ مگر ہم تو بوڑھے ہو گئے اور جہاں جوان جوں کا توں ہے۔

۹۔ زمین ویسی ہی موٹی گردن والے دشمن کی طرح ہے۔ فلک وہی گردن زن ظالم و سفاک ہے

۱۰۔ خیر رفع تعجب یوں ہو سکتا ہے۔ سام جس کے فرزند ارجمند کا پروردہ سیمرغ تھا

بیٹا اس کا زال بوڑھا تھا۔ اور وہ خود جوان تھا۔ اس ہی قیاس پر جہان جوان اور ہم پیر
۱۱۔ دنیا کی صحبت کی کون آرزو کرے۔ اس نے کس کے ساتھ وفاداری کی ہے جو ہمارے ساتھ کرے گی۔
۱۲۔ جو اس خاک میں پیدا ہوا وہ خاک ہوا گیہوں خاک کو کیا علم کہ ہیرے اندر کیا ہے۔
۱۳۔ غور سے دیکھو تو ہر پتہ ایک دانا کا چہرہ ہے اور ہر ہر قدم پر ایک ملک زادہ پڑا سوتا ہے۔ کیونکہ آدم زاد کی مٹی درخت و سنگ میں شامل ہے۔

مشق نہم (از جہاں کشائے نادری)

دربیان وقائع پنجاہ و یکم مطابق ۱۱۵۲ ہجری

سلطان زرین افسر نیر اعظم روز جمعہ بیست و یکم ذی الحجہ ۱۱۵۲ھ مربع نشین تخت گاہ حمل گشتہ عندلیب باغی کہ از خدا باد چمن مانند مرغ آشیاں گم کردہ سرگردان کوئے حرمان می بود باز بہ ہزار نواصیت کامرانی در اطراف باغ بلند آوازہ ساخت و فاختہ زار کہ در حسرت دار الملک گلشن کوکو زناں می گشت بطوق بندگی سرو گردن آزادگی بر افراخت رسول نسیم بہار با ہدیہ شمیم مشکبار از جانب داری فریدون فرفر دین بار وصول بپایہ تخت گلزار کشود و سلطان یاقوت افسر گل بر تخت زمرد فام گلبن تکیہ زدہ بزم خرمی و شگفتہ طبعی بروئے جگر گوشگان گلشن آراست و تنگ دینار غنچہ قلعہ خود را بروئے لشکر ربیع کشودہ۔ از خوردہ فشانی متقبل مال و خراج گردید و ساخت گلزار از رستن گلہائے عباسی بہ نذر عباسی شد و توران زمین چمن از ترکتازی جنود قوائے نامیہ بتصرف قزلباش گل در آمد خوار زمیان وے کہ غارت گران صحن چمن و یغمائیان دار الملک گلشن بودند سر بپوستین کشیدند از بکان تنگ چشم شگوفہ واز بار

بیچارگی کوشیدند گلہا ے نافرمانی فرمانبری اختیار کردند و اتراک صحرانشین ریاحین دستہ دستہ رو ے اطاعت بدربار سلطان بہار آوردند۔

ترجمہ سلیس۔ بندر کے سال کے واقعات مطابق ۱۱۵۲ھ کے بادشاہ زریں تاج آفتاب جمعہ کے روز یکم ذی الحجہ سنہ مذکور کو برج حمل کی تخت گاہ پر چوکڑی مار کر بیٹھا۔ باغی بلبل نے جو خدا آباد چمن سے گھونسلے گم کئے ہوئے پرندوں کی طرح کوچہ محرومی میں سرگردان و پریشان تھی پھر ہزار سامان کے ساتھ کامیابی کی آواز اطراف باغ میں بلند کی۔ بیچاری فاختہ نے جو گلشن کے دارالسلطنت کی حسرت میں چلاتی پھر رہی تھی۔ سرو کی بندگی کا ہار پہن آزادی کی گردن بلند کی۔ موسم بہار کی ہوائے صبح کے قاصد نے جو مشکبار خوشبو کا تحفہ رکھتا تھا۔ فریدوں جیسے دبدبہ والے فروردیں کی طرف سے وصول کا بوجھ گلزار کے پائے تخت میں جا کھولا۔ اور یاقوت جیسے تاج والے بادشاہ گل نے درخت گل کے زمرد رنگ تخت پر تکیہ لگا کر سیرابی و دلکشادگی کی مجلس گلستان کے جگہ جگہ گوشوں پر آراستہ کی۔ غنچہ مالک زر دینار نے اپنے بستہ قلعہ کو لشکر ربیع پر کھول دیا۔ اور زرفشانی سے مال و خراج کا قبول کرنے والا ہوا۔ میدان گلزار سیاہ پھولوں کے اُگنے پر بنی عباس کا نذرانہ ہوا اور چمن کی توران زمین فدائے نامیہ لشکروں کی جدوجہد سے گل قزلباش کے تصرف میں آئی۔ ماہ دے کے خوارزمیوں نے جو صحن چمن اور دارالسلطنت گلشن کے لوٹنے کھسوٹنے والے تھے۔ سر پوستین میں چھپا لیا۔ اور گل و غنچہ کے تنگ چشم ازبک کے چاکر بنے۔ تمام نافرمان پھول فرمانبردار ہو گئے۔ اور مختلف پھولوں کے صحرانشین ترک دستہ دستہ اطاعت کا چہرہ سلطان بہار کے دربار میں لائے۔

تشریح بعض الفاظ بالا۔ مربع نشستن چہار زانو نشستن چمن و گلزار کو خدا آباد کہنا نہایت مطابق واقع ہے۔ ہزار نوا۔ لطف یہ ہے کہ بلبل کی آواز ہی اس کا سامان ہے۔ قزل بکسر تین بمعنے سرخ باش بمعنے سر چونکہ اسمٰعیل صفوی شاہ ایران نے اپنی فوج کو سرخ تاج پہنایا تھا۔ اس لئے ایران میں قزلباش لقب ہوگیا۔ ملک دینار ایک ولی اللہ کا نام ہے۔ اور غنچہ خاموشی کے لحاظ سے ایک ولی کے مشابہ ہے۔ عباسیوں کا لباس اکثر سیاہ ہوتا تھا۔ قوت نامیہ وہ قوت ہے جس کی وجہ سے نباتات نشو و نما پاتے ہیں۔

مشق دہم (از ابوالفضل)

از مطالعہ مفاوضہ انس آزردہ خاطر شد چہ از پیشانی الفاظ و حروف دل تنگی آں زمور دان شورستان دنیا دریافت اللہ تعالےٰ غم و غصہ را پیرامون خاطر آں نکتہ سنج دوربین راہ ندہاد و نیز دانست کہ ہرزہ گوئی ہائے من دوستدار کہ فرط دوستی از نہان خانہ خموشی ببارگاہ گفت آوردہ ست ملول دل بودہ اند چنانچہ باینما اکتفا نکردہ بامستدعائے نوشتہائے مہربانانہ فرمودہ اند اے بزرگ زمانہ مہربانی نہ آنست کہ مثل زنان یا مانند شعرا یا طرز ندما یا روش دوروپان دنیا مکاتبات غو و بمقدمات خوش آمد و مقالات ثنا آراستہ اسباب غفلت دابواب ہستی آمادہ سازد حاشا کہ خاطر نکتہ دان من کہ در گلشن فہمیدگی طراوت بخش رنگ افزائے بوئے آورد آں مرز بوم ست از من خیر خواہ دوستدار چنیں طمع داشتہ باشد و آں خیال دیگر کہ بسگان کوئے نااہلیت روا دارم یا آں مقتدائے کارخانہ اہلیت چگونہ تجویز نمائیم کہ بر ضمیر مہر گزیں رسیدہ باشد کہ مقصود نویسندہ آزار رسانیدن خاطر ہمیشہ گلشن آں معدن نیکوئی باشد بلکہ مہربانی حقیقی آنست کہ بر آمد کار و بار خود را منظور نداشتہ حرفے چند تلخ نما شیریں اثر در موقف ادا در آید مرا ابن

کار دشوار پیش آمدہ است اگر گنج دوستی کہ در معمورہ دلست و بجہت پے گم
کردن بخرابہ نشان دادہ اند از ہجوم عوام و از دحام مہام غبار بے تمیزی نگذارد
کہ بہ نظر متبصران روزگار در آید حرف محبت و یک جہتی کہ برزبان دادہ اند
و گفتگوے صداقت کہ بعلم و نقارہ درمیان افتادہ ست آنرا چہ باید کرد محب
جاہ نیستم و عاشق مال نے کہ بسپہ سالار جہاں روباہ بازی نمایم دروغگوی ہرزہ
سرائی نیستم کہ بے تقریب چنیں بیہودہ گویا شوم دیوانہ نیستم کہ بے قصد سخن ادا
شود از شمائل معاملت و جلائل محبت کہ دریافت آں بخاطر فارغ ہوش آرای جلوہ
یافتہ ست بر طرف شاید کہ تیرہ رایان عیب بیں دریں کس بقدر راستی و مردانگی
فہمیدہ باشد مرا چہ پیش آمدہ باشد کہ نگہبانی حرف سرائی خود نکنم و آری کہ گفتہ
ام پاس آں ندارم و از خیر خواہی آں منبع خیر خواہی و خوبی ہا باز آمدہ در مقام
آزردگی شوم۔ حاشا ثم حاشا ؎

اگر بگویم زاں بلغزد پائے تو　　　ور نگویم ہیچ ازاں ای وائے تو

با محاورہ ترجمہ مع اظہار مطلب۔ (ہدایت) رقعات و مکتوبات میں عام
قاعدہ ہے کہ کاتب و مکتوب الیہ دونوں صیغہ غائب کی تعبیر سے بیان کئے جاتے ہیں کاتب
اپنے کو بندہ و خاکسار اور مکتوب الیہ کو آنجناب آں محب آنعزیز سے بیان کرتے ہیں محبت نامے کے
مطالعہ سے دل آزردہ اور اداس ہوا (یعنی دل کاتب) ظاہر عبارت سے اس جہان کے پریشاں نگاہ
رسوم داں کی تنگ دلی پائی (یعنی ظاہر عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ ناراض ہیں) اور مجھ دوستدار
کی فضول گوئیوں سے جن کو میں خاموشی کے تہ خانہ سے بیان کی بارگاہ میں لا
رنجیدہ خاطر ہیں۔ چنانچہ اشارہ پر کفایت نہ کی بلکہ نرمی و مہربانی کے خطوط کی خواہش
کی (یعنی چاہا کہ میں نرم خط لکھا کروں) اے بزرگ عالم مہربانی یہ نہیں کہ عورتوں یا شاعروں
یا مصاحبوں یا دنیا کے ریاکاروں کی طرح اپنے مکتوبات کو فقرات خوشامد و کلام ثنا

صفت سے زیب دے کر غفلت و مدہوشی کے اسباب و ابواب مہیا کرے (یعنی وہ شخص میں نہیں کہ خوشامد کے الفاظ لکھ کر آپ کو مست و غافل بناؤں) بعید ہے کہ میرے نکتہ داں (یعنی خانخاناں) کا دل جو فہم و ادراک کے گلزار میں اس سرزمین کا تازگی بخش، رنگ افزائے خوشبودار پھول ہے (یعنی جو بڑا زیرک و فہیم و سخن فہم ہے) مجھ دوستدار سے ایسی امید و آرزو رکھے۔ اور وہ دوسرا خیال کہ اس محب کے دل پر گزرا ہو۔ کہ کاتب الحروف کا مقصود اس نیکوکاری کے معدن کے سدا بہار دل کو ستاتا ہو میں نااہلیت و نالیاقت کے کوچہ کے کتوں کے لئے بھی روا نہیں رکھتا۔ بھلا اہلیت و مروت کے کارخانہ کے پیشوا کے لئے کیسے تجویز کروں۔ بلکہ مہربانی یہ ہے کہ اپنے کاروبار کی درستی مدنظر نہ رکھ کر چند حرف ظاہرہ تیغ شیریں اثر والے مورد بیان میں آئیں مجھے مشکل پیش آئی۔ اگر دوستی کا خزانہ جس سے دل آباد ہے۔ اور بے پتے ہونے کے خیال سے اس کو ویرانہ کہا ہے عوام کے کثرت اور مہموں کے انبوہ سے جو بمنزلہ غبار بے تمیزی کے ہے میں سچا ہوں کہ وہ زمانہ کے داناؤں کی پیش نظر ہو تو ذکر محبت و اتفاق جو ہمارا اور تمہارا زبان زد خلائق ہے اور صداقت ہماری تمہاری جو علم و نقارہ کے ساتھ مشہور عام ہے اس کو کس طرح کرے۔ رہنہ میں محب جاہ نہ عاشق مال ہوں کہ سپہ سالار جہاں (خانخاناں) کے ساتھ مکاری کروں نہ جھوٹا فضول گو کہ بے ضرورت بکواس کروں نہ دیوانہ کہ بے اختیار کہتا چلا جاؤں۔ معاملات کی عادات محبت و ملاقات کے صفات سے کہ جن کا دریافت کرنا ہوش آرا بے غم خاطر کے حوالہ ہے۔ قطع نظر کر کے (میں کہتا ہوں) ممکن ہے کہ سیاہ رائے عیب بین اشخاص نے مجھ میں کسی قدر راستی و مردانگی دیکھی ہو تو پھر مجھے کیا ہوا کہ میں اپنے قول کی پابندی اور اپنے کئے کا لحاظ نہ رکھوں اور ان خوبیوں کے چشمہ کی خیر خواہی چھوڑ ان کی رنجیدگی کی تکلیف میں مبتلا ہو جاؤں۔

اگر خوشامد کروں تو تم مست ہو جاؤ۔ اور جو نہ کروں تو تم ناراض ہو۔ پھر اس وقت تم کو سخت افسوس ہے۔

مشق یازدہم

از عرفی بطور شرح (ہدایت) یہ طریق نہایت معقول ہے کہ ہر شعر کی تشریح و ترجمہ و مطلب علیحدہ ہو۔

اے متاع درد در بازار جاں انداختہ گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ

متاع درد۔ درد محبت معشوق حقیقی۔ گوہر ہر سود۔ عشق معبود۔ جیب زیاں دل انسان۔ یا گوہر سے مراد۔ بقائے ابدی۔ وصول بحق جیب زیاں زحمت سلوک، مصائب عشق کقولہ تعالےٰ ان مع العسر یسراً

ترجمہ۔ اے کہ وہ کہ جس نے درد محبت کا اسباب جانوں اور روحوں کے بازار میں رکھا اور اس نفیس بے بہا گوہر کو بہ نظر رحمت ہمارے گندہ دلوں میں ڈالا یا نعمت وصال کو محنتوں اور مشقتوں میں قائم کیا (مطلب) درد محبت حضرت انسان کو بخشا جس سے فرشتے بھی محروم ہیں اور راحت کو رنج و محنت میں رکھا۔

نور حیرت در شب اندیشۂ اوصاف تو پس ہمایوں مرغ عقل آشیاں انداختہ

نور حیرت۔ جتنا خدا تعالےٰ کو پہچانا جائے اسی قدر حیرت زیادہ ہوتی ہے رسول خدا صلعم فرماتے ہیں، اللّٰھم زدنی فیک حیرۃ۔ یعنی اے خدا میری حیرت اپنی ذات پاک میں بڑھا۔ یعنے مجھے معرفت زیادہ عطا فرما۔ اس لئے حیرت کو نور بنا رکھا۔ اندیشہ اوصاف چونکہ فکر اوصاف بڑی باریک اور عسیر الوصول شے ہے اس لئے اس کو شب سیاہ کہا۔ اور عقل بلند پرواز کے لئے آرام گاہ و آشیانہ ضروری چیز ہے پس ترجمہ یوں ہوا۔ حیرت معرفت کے نور نے فکر اوصاف خدا کی شب میں بہت سے عقلی پرندوں کو آشیانہ سے گرا دیا (مطلب) جوں جوں صفات الٰہی میں غور

کیا حیرت عقل کی زیادہ ہوئی۔ اور وہ پست ہو گئی (ھذا ابیت) جہاں تک ہو مختصر مطلب و تشریح لازمی شے ہے ممتحنوں کو بے سطلب طویل عبارت کے پڑھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

از کماں تا جستہ درچشم تحیر کردہ جا ۔۔۔ معرفت کو تیر حکمی بر نشاں انداختہ

معرفت سے مراد مرد سالک یا عارف۔ تیر حکمی وہ تیر ہے جو قضا نہ جائے

ترجمہ مرد سالک کی خداشناسی کا تیر جس وقت سے کمان سعی سے نکلا چشم حیرت میں جا لگا۔ جب مرد سالک نے جد وجہد سے حکمی تیر نشانہ مقصود حقیقی پر ڈالا۔ یعنی جب ذات وصفات میں غور وفکر کیا حیرت چھا گئی اور کچھ دریافت نہ ہوا۔

اے بطبع باغ کون از بہر برہان حدوث ۔۔۔ طرح رنگ آمیزی از فصل خزاں انداختہ

ترجمہ۔ باغ کون۔ عالم۔ اہل کتاب عالم کو حادث وفانی مانتے ہیں مگر اہل تناسخ عالم کو قدیم وباقی جانتے ہیں۔ تعویذوں میں مختلف رنگوں سے خانہ پڑی کی جاتی ہے۔ اس کو رنگ آمیزی کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ اے وہ کہ جس نے باغ عالم کی طبیعت میں عالم کی نو بودگی کے ثبوت کے لئے فصل خزاں یعنے تبدل وتغیر کے رنگ سے خانہ پڑی کی ہے۔ یعنے دنیا کی طبیعت میں خدا تعالے نے فنا کا مضمون رکھا ہے۔ چیزیں پیدا اور نابود ہوتی رہتی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کل بھی فنا ہو جائے گی اور یہ نوپیدا ہے

سرعت اندیشہ را انگندہ در داماں تیر ۔۔۔ عادت خمیازہ در جیب کماں انداختہ

ترجمہ۔ فکر واندیشہ کی تیزی تیر میں رکھی۔ انگڑائی کی عادت کمان کو بخشی

مطلب۔ یعنی انسانی خواص جمادات کو خدا نے بخشی۔

در چمن ہائے محبت ہر قدم چوں کربلا ۔۔۔ از نسیم عشوہ فرش ارغواں انداختہ

ترجمہ۔ حقیقی محبت کے چمنوں میں ہر قدم پہ ناز و ادا کی ہوا چلا کر عاشقوں کے خون سے میدانِ کربلا کی طرح ارغوانی سرخ فرش بچھا دیا ہے۔

یعنی عشق الٰہی میں ہزاروں اولیاؤں کا خون بذریعہ شہادت بہہ گیا ہے۔

زیں خجالت چوں بروں آیم کہ دل درموجِ خوں ٭ نوعروسانِ غمت را موکشاں انداختہ

عشق الٰہی کا غم چونکہ بے بہا نعمت ہے اس لئے اس کو نوعروس قرار دیا۔

ترجمہ۔ اس خجالت سے کہ تیرے غم کی نوعروس کو دل خستہ نے پیشانی کے بال پکڑ کے اپنے موج خون میں غوطہ دیا۔ کیسے باہر نکل سکتا ہوں۔

مطلب یہ کہ تیرا پیارا غم عشق میرے خونِ دل میں غوطہ زن ہے۔

فیض را نازم کہ ہر کس پا براہت ماندہ ست ٭ دل بدست آورد و جاں را از میاں انداختہ

ترجمہ۔ میں تیرے فیض پر نازاں ہوں کہ جس نے تیرے راہ میں قدم رکھا صاحب دل ہو گیا۔ اور حیرت میں بے جان ششدر رہ گیا۔

وصف صنعت کز لب ہر ذرہ می ریزد بروں ٭ نطق را در معرض عقد اللسان انداختہ

ترجمہ۔ تیری کاریگری کا وصف جبکہ ہر ذرہ سے عیاں ہے اس لئے گویائی کو بستگی زبان میں ڈال دیا۔ یعنے جبکہ ہر ذرہ صنعت خدا کو ظاہر کر رہا ہے اس لئے گویائی کو فضول جان کر بیکار کر دیا۔

من کہ باشم عقل کل را ناوک انداز ادب ٭ مرغ اوصاف تو از اوج بیاں انداختہ

عقل کل۔ جبرئیل علیہ السلام ناوک انداز ادب سے خود ادب بطور اضافت مجازی مراد ہے۔

ترجمہ۔ میں کون ہوں ادب نے تیرے مرغ صفات کو جبرئیلؑ کے بلند بیان سے گرا دیا ہے۔ مطلب یہ کہ خدا تعالٰی کی اوصاف کو جبرئیلؑ نے جو بیان کی بلندی پر چڑھایا ادب نے تیر مار کر گرا دیا۔ اور عاجز کر دیا۔ میں تو کیا

مرغ اوصاف پر واز بیان پر لاسکتا ہوں۔

مست ذوقِ عرفیم کز نغمۂ توحید تو لذتِ آوازہ درکام و زبان انداختہ

ترجمہ: میں اپنے ذوق شوق میں مست و مدہوش ہوں کیونکہ تیرے توحید و تمجید کے راگ کی لذت نے (جس کو میں ادا کر رہا ہوں) زبان و تالو بھی شیریں کر دیا ہے۔

حصہ دوم ترجمہ اردو سے فارسی میں

مجھے یقین ہے کہ اس قدر نمونوں سے فارسی سے اردو میں ترجمہ کا ڈھنگ خوب ذہن نشین ہو گیا ہوگا۔ اور فقط اتنا ہی میں چاہتا تھا کہ طلبا ایسے انداز پر ترجمہ کریں کہ پورے الفاظ کا ترجمہ بھی ہو جائے اور عبارت بے محاورہ نہ ہو اور ضرورت سے زیادہ لفظ کوئی نہ لکھا جائے۔ فہو المقصود

مشق ۱۳۱۔ اردو کی پہلی۔ پہلا حصہ صفحہ ۷۔ باران

برسات آخر آ ہی گئی۔ پہلے تو آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھائیں تب کچھ بڑی بڑی بوندیں پڑیں۔ پھر زیادہ بوندیں پڑنے لگیں۔ تھوڑی دیر میں موسلا دھار پانی برسنے لگا اور ساری زمین جل تھل ہو گئی۔ مینہ کو دیکھ کر ہم کیسے خوش ہوتے ہیں سارے کنوئیں تالاب اور ندی نالے بھر جاتے ہیں۔ اسی سے کھیتوں میں اناج پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے ہمیں پینے کو پانی اور کھانے کو اناج اور ترکاریاں ملتی ہیں۔ دیکھو جانور بھی کیسے خوش ہو رہے ہیں۔ ابھی کل ان کو کھانے کو چارہ بھی نہیں ملتا تھا ساری زمین سوکھی پڑی تھی۔ گھاس کا ایک تنکا بھی نہ تھا۔ یہ بیچارے مارے بھوک کے دبلے ہوئے جاتے تھے۔ اب پانی برسنے سے گھاس خوب اُگے گی۔ او ان کو کھانے کی کمی نہ رہے گی۔ پھر موٹے ہو

جائیں گے۔ پانی سے پیڑ دھل جاتے ہیں اور ہرے اور خوبصورت دکھائی دیتے لگتے ہیں آسمان بھی دھل کر نیلا اور صاف ہو جاتا ہے۔ اور گرمی کم ہو جاتی ہے یہ سب مینہ کی بدولت ہے۔

ترجمہ:۔ آخر برشکال ہم بر سر آمد سخت ابر سیاہ بر فلک خیمہ زد وآنگاہ قطرہا افتاد۔ باز قدرے کلاں شد۔ باز بیشتر افتاد۔ اندکے بود کہ باران بزور باریدہ ہمہ سطح زمین آب آگیں گردید۔ باران دیدہ خوش می شویم۔ ہمہ چاہ و آبگیر جوی و کاریز لبریز می شوند۔ از ہمیں درکشت زار غلہ و پیدا وار سر بر می زند واز ہمیں خوردنی و نوشیدنی بدست آید۔ مواشی ہم خرم و شاداں شدند دیروز بود چہ پیدانی نداشتند ہمہ خاک خشک و پرکاہ ہم نبود از زحمت گرسنگی زار و نزار می شدند۔ از ریزش باران بسے گیاہ روئید چہ پیدانی پیش گردد تن شاں رفتہ رفتہ فربہی آرد۔ از بارش درختہا شستہ و شاداب و خوش رنگ می نماید آسمان ہم کبود و صاف تر گرمی کم گردد ایں ہمہ از سر باران ست۔

ھدایت:۔ ترجمہ بالا میں یہ الفاظ یاد ہونے کے قابل ہیں۔ بر سر آمدن۔ اندر آمدن۔ خیمہ زدن۔ قائم شدن۔ بدست آمدن۔ حاصل شدن۔ پرکاہ۔ پارۂ خاشاک۔ از سر فلاں۔ بجہت فلاں۔

مشق ۱۴۔ از صفحہ ۷۵ آندھی

کل تک میرے گھر کے پاس ایک بہت اچھا پیڑ لگا ہوا تھا۔ یہ پیڑ اونچا تھا اور اس کی شاخیں ہری ہری پتیوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ آج جو میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زمین پر گرا پڑا ہے اور اس کے بیچ میں سے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں تم بتا سکتے ہو کہ اتنا بڑا مضبوط پیڑ کیسے ٹوٹ گیا۔ بڑے بڑے پہلوان اسکو جھکا بھی نہ سکتے تھے۔ اس پیڑ کو ہوا نے توڑ ڈالا۔

کل رات کو بڑے زور کی آندھی چل رہی تھی۔ میں لیٹے لیٹے اسکی سنسناہٹ سن رہا تھا۔ ہوا کے تیز جھونکوں نے پیڑ کے دو ٹکڑے کر دیئے جب آندھی سے ایسے پیڑ کے دو ٹکڑے ہو جائیں تم سمجھ سکتے ہو کہ اس میں کیسا زور ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ آندھی کیا چیز ہے۔ جب ہوا تیز چلتی ہے تو اس کو آندھی کہتے ہیں۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ ہوا تمہارے چاروں طرف رہتی ہے۔ چاہے تم گھر میں رہو یا باہر جب ہوا نہیں چلتی تو تم کو اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ چلنے لگتی ہے تب تم کو اس کا پتہ چلتا ہے۔ پنکھا یا کاغذ کا ٹکڑا لے کر اپنے منہ پر جھلو تو تم کو ہوا معلوم ہونے لگے گی۔ گرمی کے دنوں میں تیز یکہ پر سوار ہونا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ہوا سامنے سے بدن میں لگتی ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے مگر جوں ہی یکہ رک جاتا ہے توں ہی ہوا بھی رک جاتی ہے یہ کیا بات ہے۔ بات یہ ہے کہ جب یکہ تیز چلتا ہے تو تمہارا بدن زور سے ہوا میں لگتا ہے۔ اور اسی سے ہوا تم کو زور سے چلتی معلوم ہوتی ہے۔ رات کو بڑے زور کی آندھی تھی۔ تب ہی تو اتنا بڑا پیڑ ٹوٹ گیا۔ تم شاید پوچھو کہ ہوا کبھی تو اتنی تیزی سے چلتی ہے اور کبھی بالکل رک جاتی ہے۔ یہ تم ابھی سمجھ نہیں سکتے۔ جب تم بڑے ہو گے یہ باتیں تم کو معلوم ہو جائیں گی۔

ترجمہ۔ باد جکر۔ باد گرد

دیروز نزد خانہ من درختے بلند بود خوشنما بود کہ شاخہایش تو جا جا از برگ ہائے سبز داشت امروز کہ از خانہ بروں آمدم دیدمش بر زمین افتادہ واز میان دو پارہ گردیدہ۔ می توانید گفت درختے ایں چنیں بلند و تناور چگونہ شکستہ کہ یلان نا نہ ہم نمی توانستند کہ آنرا کشیدہ خم دہند۔ میگویم درخت را باد تند کندہ و نیز افگندہ شب وی باد تند می ورزید من ستاں شور طوفانش گوش می کردم تیزی بادش دو پارہ ساخت و بر خاک انداخت۔ چوں قوت باد ایں چنیں ساخت اندازہ قوتش

پدا نگاشت می دانید باد گرد چیست چوں باد تیز تر می وزد آنرا باد چکر می نامند
می دانید کہ از ہوا جائے خالی نیست ۔ ہر جا کہ باشید ہوا در آنجا پیدا خواہ در خانہ
بوید یا بیرون ۔ مگر چوں نمی وزد تصورش نمی کنید ۔ ما نا وقت حرکت محسوس می نماید ۔
اگر باد زن یا پارۂ کاغذ بروے خود جنبانید باد محسوس می شود ۔ در گرم سیر سواری
یکہ کہ ہوائیش از پیش می آید خوشتر ست کہ تن را باد می زند مگر چوں از رفتار باز
ماند بادش ہم سکون ورزد سببش چیست ۔ سببش اینکہ چوں یکہ تیز دود تن
سوار بباد در خورد وازیں باد را ہم محسوس کند ۔ شب باد سخت تند بود از انست
کہ درخت از ہم درید ۔ شاید کہ بپرسید ۔ چیست کہ بادگاہے تند وزد وگاہے
بند شود ۔ ہنوز فہم شما کوتاہ ست نمی توانید فہمید ۔ چوں کلاں شوید خود بذہن شما
نشیند ۔

(الفاظ) تناور ۔ قد آور ۔ گوش کردن ۔ شنیدن ۔ باد زن ۔ باد بیزن ۔
گرم سیر ۔ موسم گرما ۔ بستان ۔ برپشت افتادہ ۔ محسوس ۔ معلوم ۔ درخوردن
باہم ضرب خوردن ۔

مشق ۱۵ ۔ صفحہ ۶۷ چھپکلی

میرے مکان کی دیواروں پر ایک چھوٹا سا جانور رہتا ہے ۔ شام کے وقت
جب چراغ جلا کر طاق پر رکھ دیا جاتا ہے تب یہ جانور نکلتا ہے ۔ اور چراغ
کے پاس دیوار سے چپکا رہتا ہے ۔

اس کی چار چھوٹی چھوٹی ٹانگیں ہوتی ہیں ۔ اور پیروں میں لمبی لمبی انگلیاں
ہوتی ہیں ۔ اگلے دو پیر ہاتھ کی طرح معلوم ہوتے ہیں ۔ اور ہر ایک میں پانچ پانچ
پھیلی ہوئی انگلیاں ہوتی ہیں ۔ آنکھیں اُن کی چھوٹی اور چمکیلی ہوتی ہیں ۔ جبڑا
بہت کھلا ہوا ہوتا ہے ۔ اور اس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے دانت ہوتے

ہیں۔ اس کا چہرا چھوٹا اور کچھ کھر کھرا ہوتا ہے۔ تم اس جانور کا نام بتا سکتے ہو۔
میری جان ہیں تو کیا تم سب لوگ اس کو جانتے ہو گے۔ اس کو چھپکلی کہتے ہیں۔ اچھا
بتاؤ چراغ کے پاس کیوں آتی ہے۔ یہ اپنے کھانے کی تلاش میں آتی ہے۔ چراغ
کے اردگرد بہت سے پتنگے اڑا کرتے ہیں۔ پتنگوں کو روشنی بہت پسند ہے۔ اس
لیئے یہ چراغ کے پاس آتے ہیں۔ چھپکلی چپ چاپ، دبکی رہتی ہے۔ جوں ہی کوئی پتنگا
پاس آیا جھٹ اس نے اپنی لمبی زبان نکالی اور پتنگے کو پکڑ کر ہڑپ کر گئی۔

چھپکلی سے ہمارا کام نکلتا ہے۔ پتنگے اور مچھروں کو یہ مار کے کھا جاتی ہے
جو ہم کو ستاتے ہیں۔ کبھی کبھی تم نے بغیر دم کے چھپکلی دیکھی ہو گی۔ بات یہ ہے
کہ اس کی دم رہی ہو گی لیکن گر گئی ہو گی۔ چھپکلی کی دم جہاں دبی فوراً کٹ کے
گر جاتی ہے اور چھپکلی دم چھوڑ کے بھاگ جاتی ہے۔ مگر اچنبے کی بات یہ ہے
کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی نئی دم نکل آتی ہے۔

ترجمہ چلپاسہ

بر دیوار ہائے خانہ ام کرمکے خورد می نماید۔ شام چوں چراغ افروختہ بر طاقچہ
نہادہ شود ایں پیرامون چراغ بر دیوار چسپاں بماند۔ چارپا با انگشتہائے دراز
دارد دو پائے پیش ہمچوں دست ہر یک با پنج انگشت ہائے پہن ست۔ دیدہا
خورد و روشن دہن کشادہ باد ندانہائے خورد و پوست درشت و زرد دارد۔
می شناسید نامش چیست نہ تنہا من بلکہ ہمہ کس آنرا شناختہ باشند آنرا چلپاسہ
گویند۔ بلے بگوئید چرا گرد چراغ می گردد۔ در جستجوئے خوردنی۔ از انکہ گرد چراغ لب
کرمہا می پرند کرمہا بہ روشنی می میرند ایں بسوئے چراغ می آید و خاموش می بیند
ہماندم کہ کرمکے نزدش افتاد زبان بروں کشیدہ زود آنرا خورد و ازیں ہم کار ما
برآید۔ سودیاں با پشہ و پروانہ را یکسر می خورد و مارا ازاں آزاد می سازد چلپاسہ

بے دُم گاہے دیدہ باشید صورتش این است کہ اگر وقتے دمش بچیزے فشردہ آید زود ترمی شکنند و او این را گذاشتہ بگریزد مگر عجیب تر اینکہ در روزے چند دم نو باز برمی آید۔

مشق ۱۹۔ رائج الوقت بامحاورہ گفتگو

اردو	نمبر	فارسی
آج ہوا بہت ٹھنڈی ہے۔ پانی برف ہو رہا ہے۔ مجھے ٹھنڈ بری معلوم ہوتی ہے آؤ پہاڑ سے نیچے اُتر جائیں	۱	امروز باد خیلے خنک ہست۔ آب یخ بستہ ست۔ خنکی بجان من بد می چسپد بیائید از کوہ پائین شویم۔
آج رات ٹھنڈ کے سبب کوئی ہل نہیں سکتا۔ سب ٹھٹھر گئے کہیں اولے پڑے۔ ہوا ایسی چلی کہ قناتوں اور خیموں کو گرا دیا۔	۲	امشب بواسطہ سرما کسے نمی تواند حرکت کند ہمہ افسردہ و بیکار اند جائے تگرگ افتادہ۔ ہوا بطوریست کہ سخیر ہا چادر ہا را از پا در آوردہ۔
پرسوں کلکتہ سے تار آیا کہ دو سو بوری چاول کی خرید کر کے بھیج دو۔	۳	پریروز کلکتہ تلغراف زدہ بودند کہ دویست تنگہائے برنج خرید کردہ باید فرستاد
تمہارے سب اہل وعیال یہاں ہیں اور سب چھوٹے بڑے تم کو یاد کرتے ہیں	۴	کس و کوے شما اینجا ہستند ہمہ کوچک و بزرگ شما را یاد می کنند۔
میرے پیچھے میرا نواسا اور آگے میرا پوتا جو آفندی کا متبنیٰ ہے کھیلتا ہے۔	۵	پشت سر من نوہ من و جلو من نوادہ من کہ پسر خواندہ آفندی ست بازی می نماید۔
کیا اس کی اہل وعیال ساتھ ہیں ہاں اس نے وہیں بیاہ جنت کی ہے۔ گھر بار بال بچے وہیں ہیں۔	۶	آیا او خانہ کوچ ہمراہ میدارد بلے او ہمانجا تاہل کردہ ست زن و زندگی ہمانجا دارد۔

اردو	نمبر	فارسی
تمہارا ماموں کہاں رہتا ہے۔ اپنے خسر کے ہاں	۷	آقا دائی شما بکجا می ماند بخانہ پدرزنش
تمہارا رشتہ کا چچا کیا کام کرتا ہے اور ان کی کتنی اولاد ہے۔	۸	عموی تنی شما چہ کارہ است و چند تا پسر دارد
دو لڑکے اور ایک لڑکی جس کی شادی ہو چکی ہے اور ایک لڑکا ایڈیٹر اخبار ہے۔	۹	دو تا پسر و یک دختر عروسی کردہ شدہ و یک پسر مدیر گازت است۔
تمہارا دادا تمہاری ماں اور ماندر اور سوتیلی ہمشیرہ کے لئے کیا تحفہ لایا ہے۔ فقط والدہ کیلئے کنگن لائے ہیں	۱۰	جد شما واسہ مادر ما و ندر و خواہر ندر شما چہ سوغات آوردہ۔ صرف برائے مادر من دست برنجن آوردہ دیگر ہیچ۔
صاحب اپنے ہمزلف چھوٹے میرزا کو کہو کہ ماں کے لئے ریشمی رومال اور بہن کے لئے ستارے لگا ہوا دوپٹہ اور سوتیلی لڑکی کے لئے سفید جالی کا دوپٹہ اور باقی اوروں کے لئے بھی کچھ آرائش کا سامان لائیں۔	۱۱	آغا ہمداماں خود مرزا کوچک را بگوید کہ بجہت ننہ جانم دستمال ابریشیم و بجہت باجی لچک پولک دوز و بجہت دختر ندر پولک دوز سفید و بجہت دیگر خویشان یراق زنانہ بیارند۔

مشق ۱۷ جدید فارسی

اردو	نمبر	فارسی
زچہ کے سر پر سرباندھنا ضرور زربفت کا ہو اگر کلابتونی دوپٹہ نہ ہو کوئی عیب نہیں	۱	زن زائو را یشماق زرکاری بسر می باید، اگر لچک مفتول دوز نباشد ننگ نیست۔
دستور ہے کہ کنواری لڑکی تو نک	۲	رسم است دختر دوشیزہ را مینجاب

یا ناک کا پھول۔ چنپا کلی۔ ہاتھوں کے چھلّے نہ پہنے مگر چوڑیاں ہاتھوں میں بشرطیکہ سونے کی نہ ہوں ضرور پہنے۔		یا گلچہ دماغ۔ و جگنو و شست مزیاد نزیبد اما از انگشتر بشرطیکہ سیمین ست نہ طلائی گریزہ نیست
اچھا جاؤ میں رات سویا نہیں مارے نیند کے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں ذرا سو رہوں پھر آنا۔	٣	دِہ بروید شب خواب نکردہ ام دو بخت چشم باہم می شوند کہ سر نہادہ خواب کنم باز بیایید۔
خدمتگار۔ اٹھ بازار جا۔ دو تھان ریشمی۔ چادر۔ لٹھا یا خاصہ آفندی کی دکان سے لا مگر تیز دوڑتا ہوا جانا۔	٤	پیش دامن برخیز بازار برو دو توپ ابریشم چارقد و چلواری از دکان آفندی بیار مگر پاشنہ کوب برو۔
میرے آقا کے فرمانے کے موافق میں تیز دوڑتا گیا۔ مگر آفندی دکان بند کر کے کہیں گیا ہے۔		آقائے من حسب حکم چاربغل تاختم مگر آفندی دکان را تختہ کردہ جائے رفتہ
اچھا زینے کے نیچے یا بڑے دروازہ کے پاس ٹھہرو میں خود آتا ہوں۔		دِہ پائے پلہ یا دم دروازۂ کلان بباش من خود می رسم۔
کشمیری مال بڑا آبدار اور فائدہ والا ہے جو غور کرو تو نیا اور چمکدار شال کی قسم بہت ہی خوش وضع دیکھنے میں ہے۔ اگر تمام بازار چھان مارو اس سے بہتر نہ ملے۔	٥	مال کاشمیر خیلے آبدار و با منفعت ست اگر بغور بینید بسیار قشنگ و تر و تازہ از جنس شالکے۔ ہم خیلے خوش وضع می نماید اگر ہمہ بازار بزنید بہتر ازاں بہم نرسد۔

اردو	نمبر	فارسی
کشمیری میوہ بھی ہر قسم کا عمدہ ہے بھلا ہند ہی میوہ تو کیا اس تک پہنچے جنت کا میوہ بھی اس کے آگے کچھ قیمت نہیں رکھتا۔	۶ـ	میوۂ کاشمیر ہم از ہر چہ بر خوب ست میوہ ہند بداں چہ رسد۔ میوۂ فردوس ہم بنازش نمی ارزد
ہمارا نان بائی خمیرے آٹا کے پیڑے پھیلا کر تنور میں لگاتا ہے۔ عجیب دستکار ہے۔ بھربھری روٹی نکال کر دیتا ہے۔	۷ـ	آشپز ما چونہ ہائے خمیر پہن کردہ در تنور می گزارد عجب دست پر کار ست کہ نان خستہ بر آوردہ می دہد۔
جب پہلی بولی قاضی کی اور دوسری بولی پاجی کی ہے۔ تو دکاندار کو چاہیئے کہ دوسری بات نہ کہے اور اعتبار کے شیشہ پر پانی نہ ڈالے (پہلی قیمت ہی بھلی ہے)	۸ـ	چوں اول بہا شیر بہاست باید کہ مرد فروشندہ بہائی دیگر نگوید و آب شیشہ اعتبار نبرد (گفتار نشوید اول بہا شیر بہا)
باورچی! گیہوں کی بوریاں اور گھی کے کپے لایا۔ ہاں جناب بلکہ گوشت اور ترکاری بھی لایا ہوں۔ مگر دیگچی چولھے پر نہیں چڑھائی۔ اچھا مٹر اور آلو بھی لانا پہلے چائے دانی۔ چائے وغیرہ کے پلیٹ اور پرچ پیالی لے آ جناب حاضر ہے۔ اچھا پیالی میں	۹ـ	آشپز! جوالہائے گندم و خیکہائے روغن آوردہ۔ بلے آغا۔ سبزی ہائے گوشت و تخم ہم آوردہ ام۔ بلے دیزی را سر اجاغ بار نکردہ ام دہ شنگ و سیب زمینی ہم باید آورد۔ پیشتر قوری و قہوہ سینی و فنجان (نعلبکیں و نلبکی) بیار۔ آغا حاضر ست بلے فنجان لب

اردو	نمبر	فارسی
چائے ڈال کر چمچہ سے شکر ملاؤ۔		گردان کردہ چمچہ قاتی بکن۔
محاورہ ہے کہ سرکہ دودھ سے مت ملاؤ۔	۱۰	(سرکہ با شیر قاتی مکن)
سگریٹ کا بکس کہاں ہے۔ جناب وہ تو رات ختم ہو چکا تھا خیر پیچوان لے آ۔ چند گھونٹ تو بھر دوں۔	۱۱	قاب سیگار کجاست۔ آغا شب تمام شد۔ دہ قلیان نے بیار اینک قلاچ زنم۔
صبح کی بہتر غذا چائے دودھ کی جس میں مکھن یا ملائی ملائی جائے۔ اور نیم برشت انڈے بھی پی جائے۔	۱۲	بہتر ناشتہ شکن چائے شیر آمیز کہ دران کرہ یا سرشیر وقیماق باشد بالائی تخم نیم زد خوردہ شود۔
صبح جو انگریز بھوکا اٹھتا ہے۔ اس کو پیالی چائے کی کافی ہے مگر غذائے دوپہر کی گوشت اور ڈبل روٹی جس کو چھری کانٹے سے کھاتا ہے۔	۱۳	سپیدہ دم کہ مرد انگریز ناشتا برخیزد فنجان قہوہ اش کافیست اما غذائے چاشت گوشت و نان خمیر کہ با کارد و چنگال بریدہ می خورد
اگر چھوٹی رکابی کباب کی نہ ہو بڑی نہ ہو مگر صراحی اور نقل کا ہونا ضروری ہے۔	۱۴	بشقاب کباب اگر نباشد نباشد مگر تنگ آب و دنبالہ کش طعام ناچارست۔

مشق ۱۸ - از مراۃ العروس صفحہ ۴۰

اکبری کو جہیز میں جو کپڑے ملے
تھے ان کا حال سنئیے۔ جب تک
ساس کے ساتھ رہیں ساس دسویں
پندرھویں دن نکال کر دھوپ دیا
کرتی تھیں۔ شروع برسات میں
الگ ہو کر رہیں کپڑوں کا صندوق
جس کوٹھڑی میں جس طرح رکھا
گیا تھا تمام برسات گزر گئی اسکو
دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ وہیں اسی
طرح رکھا رہا۔ جاڑے کی آمد میں
دولائی کی ضرورت ہوئی تو صندوق
کو کھولا گیا۔ بہت سے کپڑوں کو
دیمک چاٹ گئی تھی۔ چوہوں نے
کاٹ کاٹ کر بچارے ڈال دیئے
تھے کوئی کپڑا سلامت نہیں بچنے پایا
دیکھو جو لڑکیاں چھٹ پن میں لاڈ
پیار میں رہا کرتی ہیں اور ہنر اور سلیقہ
نہیں سیکھتیں یوں ہی اکبری کی
طرح عمر بھر رنج و تکلیف اٹھاتی
ہیں۔

آنچہ اکبری از جہیز خود یافتہ بود
ماجرا ایش آنکہ تا اکبری با خوشدامن
خود سر می برد۔ خوشدامن پس از پانزدہ
شانزدہ روز جملہ سامان را در آفتاب
می گزاشت در آغاز برشکال یکسوئی
ورزید و کارخانہ داری خود بدست
خویش گرفت۔ صندوق جامہا در
خستکانہ چنانکہ داشتہ بود ہمچناں بماند
ہمہ موسم گزشت نوبت بدیدنش
ہم نرسید در آغاز سرما کہ دولائی را
احتیاج آمد صندوق کشادہ شد
جامہا را کرم خوردہ و موش گزیدہ
یافت۔ یعنے موشہا سوراخہا
انداخت و جامہ سالم نگزاشت

پس باید فہمید دختر اینکہ تربیت
بعالم نو زندگی بناز و نعمت می شود
و چیزے از ہنر و سلیقہ نیاموزد ہمچو
اکبری زندگی خیلے برنج و کلفت
می گزرد۔

اکبری کا جتنا حال تم نے پڑھا اس
سے تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ اکبری کو
ماں اور نانی کے لاڈ نے اس کو
زندگی بھر کیسی مصیبت میں رکھا۔
لڑکپن میں اکبری نے نہ تو کوئی
ہنر سیکھا نہ اس کے مزاج کی اصلاح
ہوئی۔ جب اکبری نے ساس سے
جدا ہوکر الگ گھر کیا۔ برتن بھانڈا
کپڑا زیور سب کچھ اس کے پاس موجود
تھا۔ چونکہ خانہ داری کا سلیقہ نہیں
رکھتی تھی چند روز میں تمام مال و اسباب
خاک میں ملا دیا اور ایک برس میں
ہاتھ کان سے ننگی رہ گئی۔ اگر محمد عاقل
بھی اس کی طرح احمق و بدمزاج ہوتا
تو شاید ایک دوسرے سے قطع تعلق
ہوجاتا۔ لیکن محمد عاقل نے ہمیشہ عقل و شرافت کو با

از احوال اکبری آنچہ گذشت عیان
می شود کہ اکبری را نازبرداری مادر
و مادرِ مادر چگونہ ہمہ عمر در رنج و محنت
افگند در زمانہ خوردی نہ او ہنرے
آموخت و نہ مزاجش اصلاح پذیرفت
اکبری را چون عنان کار خود بدست
خود گرفت از ظروف و اثواب
و زیور و مصالح ہمہ سامان کہ
می باید شد فراہم بود اما چون
سلیقہ خانہ داری نداشت
جملہ برباد داد تا اینکہ از دست
و گوش ہم برہنہ ماند اگر محمد عاقل
ہم اینگونہ گول و بد مزاج بودے
رشتۂ تعلق از ہم بریدہ
شدے مگر او ہم چنان شرافت
و کیاست را کار بست۔

مشق ۱۹ ۔ از مراۃ العروس صفحہ ۵۴

سمجھنا چاہیے کہ بیاہ کیا چیز ہے۔ بیاہ صرف یہی بات نہیں ہے
کہ رنگین کپڑے اور مہمان جمع ہوئے مال و اسباب و زیور پایا بلکہ بیاہ
سے نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ نئے لوگوں سے معاملہ کرنا اور نئے گھر
میں رہنا پڑتا ہے جس طرح پہلے پہل بچھڑوں پر جوا رکھا جاتا ہے آدمی کے

بچھڑوں کا جوا بیاہ ہے۔ نکاح ہوا لڑکی بی بی بنی لڑکا میاں بنا اس کے یہی معنے ہیں کہ دونوں کو پکڑ کر دنیا کی گاڑی میں جوت دیا۔ اب یہ گاڑی قبر کی منزل تک ان کو کھینچنی پڑے گی پس بہتر ہے کہ دل کو مضبوط کر کے اس بار عظیم کا تحمل کیا جائے اور زندگی کے دن جس قدر ہوں عزت ابرو صلح کاری اتفاق سے کاٹ دیئے جائیں۔ ورنہ لڑائی بھڑائی جھگڑے سے بکھیڑے، شور و فساد ہائے اور واویلا سے دنیا کی مصیبت اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے اب تم کو سوچنا چاہیئے کہ میاں بی بی میں خدا تعالٰے نے کس قدر فرق رکھا ہے۔ مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں اکیلے گھبرایا کرتے تھے ان کے بہلانے کو خدا نے اماں حوا کو جو سب سے پہلی عورت دنیا میں گزری پیدا کیا۔ پس عورت کا پیدا کرنا صرف مرد کی خوش دلی کے واسطے تھا اور عورت کا فرض ہے مرد کو خوش رکھنا۔ افسوس ہے دنیا میں کس قدر کم عورتیں اس فرض کو ادا کرتی ہیں۔ مردوں کا درجہ خدا تعالٰے نے عورتوں پر زیادہ کیا نہ صرف حکم دینے سے بلکہ مردوں کے جسم میں زیادہ قوت اور ان کی عقلوں میں زیادہ روشنی دی ہے دنیا کا بندوبست مردوں کی ذات سے ہوتا ہے۔

ترجمہ مطالعہ کرو

باید دانست عروسی چیست نہ ہمیں کہ جامہائے رنگین زیب تن ساختن یا ہجوم مہماناں ورود کردن و انواع ساز و سامان و الوان جامہ و زیور یافتن بلکہ کدخدائی آغاز نو دنیا ست۔ با نو کساں ساختن و طریق معاشرت سپردن و در نو خانہ بود باش نمودہ بکار خانہ داری پرداختن می افتد نخست چنانچہ تو غ ہر گو سالہ نہادہ می شود ہمچناں تو غ گو سالہائے مردم کدخدائی ایشاں

ست و لفظ نکاح دختر چوں خوانده شد۔ دختر خمار ہا تو سے بر سر و طفل قبائے شوہری در بر گرفت معنایش آنکہ ہر دو را گرفتند در کاسکہ دنیا فرو بستند اکنون ہر دو را کشیدن ایں کاسکہ تا بمنزل قبر بر گردن افتاد پس باید دل قوی نمودہ ایں بار عظیم را باعزت و آبرو صلح و متانت برداشت و ایام زندگی را با پیمان درست بانجام رسانیدہ۔ بسوئے عالم باقی شتافت ورنہ جنگ و جدل و فتنہ فساد کدو حسد ہائے واویلا مصائب جہاں را می افزاید اکنون باید اندیشید کہ میان زن و شوہر چہ قدر فرق داشتہ اند در کتب دینیہ مسطور ست کہ حضرت آدم در بہشت بجہت تنہائی تنگ دل و آشفتہ خاطر بودند خالق بیچوں برائے دلداری و دل بستگی ایشاں ماما حوا را کہ نخستیں زناں عالم بود آفرید پس ازیں رو غرض ایجاد زن جز از فرمانبرداری و دلداری مرد نبود در زناں را دلداری مرداں فرضے ست اتم و واجبے ست اہم مگر حیف از زناں بسیار کم اند کہ ایں فرض عظیم را بجا آرند ایں فرض گراں را بہ نیاز تمام بدیشاں سپارند بحکم نص کریمہ (وللرجال علیھن درجہ) درجہ مرداں از پایۂ زناں بسے بالاتر نہادہ اند نہ بحکم فرمودن بلکہ اجسام و ابدان ایشاں قوی تر و عقول ایشاں روشن تر گردانیدہ چنانچہ ہمہ ساخت و پرداخت کارہائے عالم بر ذات والاصفات ایشاں داشتہ۔

مشق ۲۰۔ صفحہ ۹۹

محمد کامل بے روزگاری سے گھبراتا تھا۔ ایک دن اصغری سے کہنے لگا۔ کہ اب میرا جی بہت گھبراتا ہے اگر تمہاری صلاح ہو تو تحصیلدار صاحب کے ساتھ پہاڑ پر چلا جاؤں۔ اور ان کے ذریعہ سے نوکری تلاش کروں اصغری نے تھوڑی دیر تامل کر کے کہا نوکری کرنی تو بہت ضروری ہے۔ اس واسطے

کہ تم دیکھتے ہو کیسی تنگی سے گھر میں گزر ہوتی ہے۔ اب ابّا جان بہت بڈھے ہوئے۔ مناسب ہے کہ وہ گھر میں بیٹھیں اور تم کما کر ان کی خدمت کرو۔ علاوہ اس کے محمودہ بڑی ہوتی جاتی ہے میں اس کی منگنی کے فکر میں ہوں اور ارادہ یہ ہے کہ بہت اونچی جگہ اس کا بیاہ ہو اور میں تدبیر کر رہی ہوں انشاء اللہ تعالےٰ اسی برس میں اس کی بات ٹھہری جاتی ہے۔ لیکن اس کے واسطے بڑا سامان درکار ہوگا اور اس وقت تک کسی قسم کی کوئی چیز موجود نہیں۔ بھائی جان اول تو الگ ہیں اور پھر ایسی تھوڑی نوکری میں ان کی اپنی گزر نہیں ہوسکتی دوسرے کو کہاں سے دے سکتے ہیں پس سوائے اس کے کہ تم نوکری کرو اور کوئی صورت نہیں لیکن پہاڑ پر جانے کی میری صلاح نہیں۔ ابّا تو تمہارے واسطے کوشش کریں گے۔ اور غالب ہے کہ جلد تر تم کو اچھی نوکری مل بھی جائے۔ لیکن کسی کا سہارا پکڑ کر نوکری کرنا کوئی ٹھیک بات نہیں بلا سے تھوڑی ہو پر اپنی قوت بازو سے ہو گو ابّا جان کوئی غیر نہیں ہیں رشتے میں بھی ان کا ہاتھ تم سے اونچا ہے ان سے لینا کیا بلکہ مانگنا بھی کچھ عیب نہیں پھر بھی خدا کسی کا احسان مند نہ کرے سدا کو آنکھ جھک جاتی ہے انہوں نے منہ پر نہ کہا تو کہنے میں اللہ رکھے سو آدمی ہیں۔ منہ در منہ نہ کہیں گے پیٹھ پیچھے ضرور کہیں گے کہ دیکھو سسرے کے سہارے سے نوکر ہوئے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

محمد کامل از بیکاری و بے روزگاری خود دل تنگ می بود روزے با صغری گفت دلم رنجیدہ و خاطرم کبیدہ می ماند اگر رائے روشن و صلاح درست شما بخیال و خاطرم در سازد ہمراہ و با معیت تحصیل دار صاحب بر کوہ شوم تا بدستیاری شان خدمتے جویم و گرد کلفت ہا آب ملازمت شویم۔

اصغری اند کہ تامل نمودہ گفت از خدمت گزیدن چارہ نیست چہ می بینید کہ
چہ طور بہ تنگی و کفایت شعاری می گزرد حالا اباجان پیر شدند باید کہ ایشاں خود
بخانہ نشینند و شما کارے و کسب نمودہ خدمت او شان بجا آورید۔ علاوہ
محمودہ کلاں گردیدہ مرا فکر رشتہ او وا منگیر ست و می خواہم بجا نزادہ بزرگ
منسوب و مخطوب گردد و من در تدبیر و ترتیبش سر دادہ و پا نہادہ ام انشاء اللہ
تعالےٰ درہمیں سال صورتش نقش می پذیرد۔ مگر ایں را ساز و سامانے درکار
ست و ہنوز چیزے ازیں بخانہ موجود نیست ۔
برادر جان یکے آنکہ از ماجداگانہ اند دیگرے آنکہ درچنیں روزگار خود کہ
بضاعت کسب می کنند خود را نمی توانند برداشت دیگرے را چہ اعانت نمایند
بجز اینکہ خود بکارے و خدمتے بپردازید صورتے دیگر نیست ۔ اما بر کوہ رفتن صلاح
نمی بینم۔ پدر بزرگوارم برائے شما خواہند کوشید و امید غالب کہ زود بر کارے
سزاوار و بر خدمتے پائیدار ہم مامور و مستقر شوید۔ اما بطفیل کس ملازمت گزیدن و
بذریعہ دیگرے پیش دستی ورزیدن خالی از کم جگری نیست از اندک و بسیار ہرچہ
باشد از قوت بازوے خود باشد اگرچہ اباجان از ما غیر نیستند۔ در رشتہ ہم بیر
برتری دوست بالائی دارند از ایشاں چیزے گرفتن چہ بلکہ خواستن و طلبیدن ہم
معیوب نیست تاہم خدا تعالےٰ ممنون کس نہ گرداند کہ موجب چشم پوشی دائمی ست
اگر خود ایشاں بزبان نیاورند صد دیگر در خانزادہ اند کہ اگر رو برو کلمہ نگویند پس
پشت ناچار گویند کہ داماد بہ پامردی خسر روزگار یافت ۔

مشق ۲۱ - از آرائش محفل صفحہ ۲۴

جب پہر رات گئی تب ہر ایک قبر سے ہر ایک شخص بزرگ صورت نکلا
فرش ستھرا اور پاکیزہ بچھا کر نورانی حلے پہن پہن کر اپنے اپنے مسند پر بیٹھا اتنے

میں ایک شخص بحال تباہ گندے کپڑے خاک آلودہ پہنے برہنہ پا کسی ٹوٹی گور سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا۔ وہ مسند نشین قہوے پیا کئے نہ اس کی طرف کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک قہوہ کا پیالہ دیا۔ تب اس نے ایک آہ سرد بھری آواز بلند سے کہا کہ آہ وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا۔ حاتم نے آواز کے سنتے ہی کہا کہ احسان خدا کا کہ میں اپنی منزل مقصود کو پہنچا۔ اتنے میں بہت سے خوان غیب سے ان بزرگوں کے آگے آئے اور اس ہر ایک خوان میں ایک پیالہ کھیر کا اور ایک ایک کوزہ پانی کا تھا۔ اور ایک خوان اُن خوانوں میں سے جدا تھا۔ انہوں نے کھانا کھاتے ہوئے آپس میں کہا اے عزیزو آج کی رات ایک مسافر ہمارے یہاں مہمان آیا ہے اس کو لے آؤ کہ یہ خوان علیحدہ اسی کا حصہ ہے جلدی ایک شخص اٹھا اور حاتم کو لاکر ایک مسند پر بیٹھایا اور وہ خوان اس کے آگے رکھ دیا۔ حاتم نے اس شخص کی طرف دیکھا جو اُن لوگوں سے دور ہی میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرے مار رہا تھا۔ اور ایک خوان اس کے آگے بھی دھرا تھا۔ مگر اس میں پیالہ تھوہر کے دودھ اور سنگریزوں سے بھرا ہوا تھا اور کوزہ میں پانی کی جگہ پیپ اور لہو اس حالت کو دیکھ کر حاتم سر جھکا کر کھانا کھانے لگا۔ اور اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں سب کے سب کھانا کھا چکے خوان اٹھا لئے حاتم وہاں سے اُٹھ اس بیچارہ کے پاس گیا اور اس نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیا گناہ کیا ہے جو اس عذاب میں گرفتار ہوا ہے وہ یہ سن آنکھوں میں پانی بھر لایا اور کہنے لگا اے جواں مرد خوشتر دیں انہیں لوگوں کا سردار ہوں میرا نام یوسف سوداگر ہے۔ سوداگری کے لئے خوارزم کو جاتا تھا اور بخیل بھی ایسا تھا کہ کبھی خدا کی راہ میں کوڑی پیسہ دانہ پانی کپڑا للہ نہ آپ دیتا نہ کسی کو دینے دیتا۔ اور اگر کوئی نوکر چاکر میری چوری سے دیتا اور مجھ کو معلوم ہوتا

تو اس کو منع کرتا کہ اپنا مال کیوں کھوتا ہے۔ بلکہ اکثر غلاموں کو خیرات کرنے پر مارتا وہ کہتے کہ ہم خدا کے واسطے دیتے ہیں کہ ہمارے عاقبت میں کام آئے گا میں ان پر ہنستا۔

ترجمہ مطالعہ کرو

چوں پاسے از شب گزشت از ہر ترتیبے شخصے بزرگ صورت برآمد و فرشے صاف و پاکیزہ گسترده حلہ نورانی زیب تن کردہ بر دست خود جا گرفت دریں میان مردے نژند حال گند و خاک آلود لباس برہنہ پا از قبرے شکستہ برآمد بر زمین بنشست مسندیاں قہوہ ہا می نوشیدند و یکے از آنان نز بسویش دیدہ نہ فنجان قہوہ بدو داد۔ آنگاہ او آہے سرد کشیدہ نعرہ زد و آہ کالے نہ کردم کہ امشب بکار م آمدے۔ حاتم بمجرد شنیدن ایں صدا کلمہ شکر برزبان راند و گفت کہ بمنزل مقصود رسیدم آنگاہ بسے خوانہا از پردہ غیب کہ سر یکے از آنہا بریک کاسہ شیرینی و کوزہ آب مشتمل بود پیش بزرگاں نہادہ شد و یک خوان دیگر ہم بود۔ اوشان در اثنائے خوردن گفتند امشب نزد ما مہمانے وارد شدہ او را بعزت بیارید کہ ایں خوان برائے او فرود آمدہ زود شخصے از ایشاں برخاستہ حاتم را بیاورد و بردستے بنشاند و آں خوان را پیش او نہاد حاتم بسوئے آں دور افتادہ و خستہ حال می نگریست و دید کہ یک خوان پیش او ہم نہادہ اند مگر درآں یک پیالہ شیر زقوم و سنگریزہا و دیگر بجائے آب زرد آب دریم و خون بود۔ ایں حالت دیدہ حاتم سر فرو بردہ خوردن آغازید مگر ہمچناں در تفکر بسوئے او می دید چوں ہمہ از خورد و نوش فراغت یافتند و خوانہا برخاستہ شد زود بسوئے آں مرد دوید و حال و ماجرائش پرسید کہ چہ گناہ کردی کہ دریں عذاب گرفتاری آمدی ایں شنیدہ آب در چشمش

گردید و گفت اے جوان خوشرو حال زارم بشنو من سردار اینان بودم یوسف سوداگر نام نامی من ست از بہر تجارت بسوئے خوارزم می رفتم۔ آنقدر بخیل بودم کہ گاہے براہِ خدا چیزے از جامہ و پشیزے نہ خود داوم و نہ دہش کسے پسندیدم واگر یکے از چاکراں من خفیہ بخشید و بازمن دانستم زد و کوب کردم یا زجر و توبیخ نمودم و می گفتم چرا مال و متاع رائیگاں می دہید و ضائع می کنید۔ واگر اینان گفتند کہ ایں دادہ و بخشیدہ بدار باقی بکار ما آید خندہ می آوردم۔

مشق ۲۲۔ از صفحہ ۶۵

پھر حاتم نے سوچا کہ گیدڑ میرے زخم کے واسطے پریبو جانور کا مغز دشت ماژنداں سے لایا تھا اب مجھ کو بھی ضرور ہوا کہ اسی جنگل میں جاؤں یہ سمجھ کر اس سے رخصت ہوا اور منزل مقصود کو چل نکلا تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک قلعہ کی خندق کے گرد بہت سی لکڑیاں جمع کر کے ایک خلقت آگ لگانے کی فکر کر رہی ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر متفکر ہوا اور کسی سے پوچھا کہ اس آگ لگانے کا کیا سبب ہے۔ کسی نے جواب دیا۔ کہ ایک جانور بڑا آفت روز کسی طرف سے آتا ہے اور تین چار آدمی کھا جاتا ہے اگر یہی حالت رہی تو تمام شہر ویران ہو جائے گا۔ اس بات کو سن کر وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس بلا کو کسی طرح ان غریبوں کے سر سے ٹالنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر کاروان سرا میں آیا۔ اور اس کے پاس میدان میں بڑا سا گڑھا کھدوایا اور بہت سی سوکھی لکڑیوں سے پٹوا کر اس میں بیٹھا۔ جب پہر رات گئی تب وہ جانور آتے وقت نظر آیا کہ ایک پہاڑ سا چلا آتا ہے۔ جب نزدیک آیا حاتم نے پہچانا کہ اس جانور کا نام مثمن ہے آٹھ پاؤں اور سات سر رکھتا ہے۔ ایک سر ہاتھی کا سا ہے اور چھ سر شیر کے سے۔ چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل کا ہے اس میں تو آنکھیں ہیں۔ اگر اس کی بیچ کی آنکھ

کسی ضرب سے پھوٹ جائے تو یقین ہے یہاں سے بھاگے۔ اور کبھی اس طرف کو رخ نہ کرے۔ اتنے میں وہ منہ پھیلائے شہر کی طرف آ پہنچا۔ لوگوں نے دیکھتے ہی قلعہ کے گرد آگ بھڑکا دی اس کا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ نظر آنے سے رہ گیا وہ ادھر ادھر پھرنے لگا اور ایک آواز اس ہاتھی کے سر سے ایسی نکلی کہ تمام خلقت وہاں کی تھرتھرا گئی، اور ساری زمین کانپ اٹھی یکایک وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس جا پہنچا کہ اس نے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکھ میں ترازو ہو گیا۔ وہ نیم بسمل کی طرح خاک پر تڑپنے لگا اور نعرے ایسے مارے کہ تمام جنگل تھرتھرا اٹھا یکایک ایسا اٹھ کر بھاگا کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ حاتم اس غار سے نکلا اور باقی رات دہیں کاٹی۔

ترجمہ مطالعہ کرو

حاتم آنگاہ اندیشید کہ بارے شغال برائے زخم من مغز پر یرو جانوران دشت ماہی غذران آوردہ بود اینک مرا نیز باید کہ ہم دراں دشت بر سم این ال انگاشتہ از و رخصت گرفتہ بر منزل مقصود گام برداشت قدرے کہ رفت دید گرد خندق قلعہ انبار سوختنہا فراہم آوردہ آتش زدن را آمادہ اند ازیں حال متفکر گردیدہ از یکے موجبش پرسید گفت جانورے نادر خلقت سراپا آفت از گرد و نواح روزانہ می آید و دو سہ آدم می خورد اگر ہمیں صورت طول گرفت آبادی بہ بربادی و خانمانی بویرانی گراید حاتم ایں را شنیدہ خواست کہ ایں مصیبت را از سر بیچارگاں بر دارد۔ در کاروان سرائے فرود آمد۔ چوں آں خان در میدانے یا مرش گونے کندیدند اوخود دراں نشستہ بالایش بخار و چوب انباشتہ حاتم از روزنے کہ داشت بدید کہ ہچو کوہ رواں می آید چوں فراز آمد شناخت کہ آنرا ہتمن می گویند ہشت پا ہفت سر دارد سر میانہ اش چوں سر فیل

دشتش سرباقیش چوں سرشیر بود۔ سرفیلش نہ چشم داشت میانش راضرے یا زخمے رسید و لیشکن لا بداز پنجاہ رو بگریز نہد و باز نہ گردد دریں میان او دہن کشادہ بسوے شہر رسید ہمانہ مردمان آتش در چوبہا زدند و یکایک آتش ہمچناں زبانہ گرفت کہ قلعہ از نظر ناپدید گشت او مضطرب گردش نمود و صدائے ہولناک از سرفیل آنچناں بر آورد و برداشت کہ شہریان را لرزہ و زمین را زلزلہ گرفت ناگاہ آں اجل گرفتہ نزدیک حاتم رسید حاتم زود سوفارزہ کردہ چشم میان را ہدف ساختہ آں چناں کمان کشید و تیرے کشاد کہ تیرش تراز و گردید و آں سوگذرش نداد او نیم بسمل برخاک افتادہ غلطیدن گرفت و آنچناں نعرہا زد کہ روے دشت لرزید و یکبارہ از انجا برخاستہ گریخت و بازپس ندید و باز نگردید حاتم از کوہ خاربروں آمدہ شب باقی ہمانجا گذاشت۔

مشق ۲۳۔ از تاریخ ہند صفحہ ۴۳

ہند کے حالات جو یونانیوں نے لکھے ہیں ان میں یہ امر نہایت عجیب ہے اول منو کی دھرم شاستر سے ان کے حالات کی مکمل مطابقت۔ دوم اس وقت سے اب تک جو دو ہزار برس گزرے ہیں ان میں بہت کم تبدل ہونا۔ سوم ہندوؤں کی عادات اور حالت کا یونانیوں کو پسند آنا۔ یونانیوں نے لکھا ہے کہ ایشیا میں جس قدر قوموں سے ہم کو کام پڑا ان میں سے ہند کے لوگ زیادہ بہادر تھے اور وہ زبان کے بھی بڑے سچے تھے۔ انہوں نے ان کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ شراب نہیں پیتے تھے اور ہر ایک امر میں میانہ رو صلح اندیش سادگی و دیانت میں مشہور اور عدالت میں رجوع کرنے سے نفور تھے معلوم ہوتا ہے کہ ستی ہونے کا دستور ان میں جاری تو ہو گیا تھا مگر بہت کم تھا کیونکہ یونانی مورخ ارسٹو بیولس نے لکھا ہے کہ میں نے ٹیکسلا میں وہاں کے جو جو

عجیب و غریب حالات سنے اُن میں سے ایک ستی ہونا بھی ہے۔

ترجمہ مطالعہ کرو

منجملہ چگونگیہائے ہند کہ یونانیان نگاشتہ اند اینہا عجیب تر اند۔ اول مطابقت حالات ایشاں با دھرم شاستر منو دوم تغیر و تبدل نیافتن آنہا در اثنائے ایں روزگار دراز کہ دو ہزار سالست سوم اطوار و اوضاع ہندیاں یونانیاں را پسند خاطر افتادن۔ یونانیاں نوشتہ اند منجملہ اقوام آسیا کہ مارا بدیشاں سروکارے افتادہ ہندیان بہادر و دلاور و نیز راست گفتار بودند وہم نسبت بدیشاں نوشتہ کہ میخوار نبودند و درجملہ امور میانہ رو وصلح جو و در سادگی و دیانت مشہور و در مقدمات و معاملات از رجوع بعدالت گریزاں و نفور بودند چناں می نماید کہ رسم ستی یعنے بالاشہ شوہر خویشتن زندہ سوختن، اگرچہ در ایشاں آغاز یافتہ بود مگر بسیار کم۔ مورخ یونانی ارسٹو بیوس نوشتہ کہ من آنچہ در ٹیکسلا از رسوم عجائب و غرائب دیدم یکے از آنہا در پے شوہر جاں سوزی ہم بود۔

مشق ۴۴۔ از تاریخ ہند صفحہ ۶۹

تیمور نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ محمود تغلق کے ضعف سلطنت کے باعث اس میں اور اس کے امرا میں جو لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے۔ ان کی وجہ سے مجھے ہند پر یورش کرنے کا حوصلہ ہوا۔ تیمور نے پہلے قلعہ بھیر پر حملہ کیا۔ یہاں کے حاکم نے اس سے صلح کر لی۔ اور دونوں کے باہم عہد و پیمان ہو گئے۔ مگر تیمور نے بدعہدی کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کرایا۔ پھر وہاں سے دہلی کی طرف روانہ ہوا فصیل شہر کے قریب محمود تغلق نے اس کا مقابلہ کیا مگر بالکل شکست کھائی۔ اور گجرات کی طرف بھاگ گیا

تیمور منظفر و منصور ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور رعایا کو امان دی۔ مگر دہلی میں ایک خفیف سا کہیں فساد برپا ہو گیا۔ اس پر تیمور نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ اور آپ تو پانچ روز تک خوب جشن کرتا رہا۔ اس کی فوج بیچاری رعایا کو قتل کرتی اور لوٹتی رہی۔ پھر جو لوگ بچ رہے تھے ان میں سے ہزاروں کو غلام کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ ان میں بہت سے نہایت شریف افغان امرا اور ہندوؤں کی عورتیں اور بچے بھی تھے۔ پھر تیمور ہند سے واپس چلا گیا۔ کیونکہ اس کو اپنے ملک میں فساد برپا ہونے کا اندیشہ تھا۔ لکھا ہے کہ اس کا ایک ایک سپاہی ہند سے ڈیڑھ ڈیڑھ سو غلام لے گیا اور سپاہیوں کے لڑکے بیس بیس غلام اپنے واسطے الگ لے گئے اور لوٹ کے مال و اسباب کا تو کچھ حد و حساب ہی نہ تھا۔

ھدایت:۔ ترجمہ رنگین میں کسی قدر کمی بیشی لفظی جس سے مطالب واصل احوال میں فرق نہ آئے مضائقہ نہیں رکھتی۔ جیسے ذیل کے ترجمہ سے عیاں ہو گا۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

تیمور در ملفوظات خود نوشتہ کہ بجہت ضعف سلطنت سلطان محمود تغلق و جنگ و فساد یکہ باہمن او و امراء و اراکین او بپا بود مارا جرأت و جسارت یورش بسوئے ہند افتاد۔ تیمور نخست بر قلعہ بھٹنیر تاخت امیرش بد و طریق مصالحت و مسالمت سپردہ تا عہد و پیمان امن و امان باہم قرار یافت مگر تیمور رشتۂ پیمان گسیختہ۔ شمشیر کیں آہیختہ باشندگان آنجا را بحکم قتل عام در خاک و خوں آمیختہ پس از آنجا اسپ نصرت و خنگ نہضت بسوئے شہر دہلی انگیختہ نزدیک فصیل محمود تغلق بمزاحمت و محاربت در آمد اما ہزیمت فاش یافتہ بسوئے گجرات گریخت تیمور مظفر و منصور بدہلی داخل گردید رعایا را امان داد و تیغ ستم

بہ نیام اندر کشیدا با جائے فساد خفیف رو ے نمود۔ بریں افروختہ قتل عام
را فرمان بداد۔ خویشتن تا پنج روز ساز جشن وعود بزم می نواخت و
فوج ستمکارہ رعایائے بیچارہ را عرضہ تاخت و تاراج و مدفت کشت و کشتار
ساخت واز درماندگان ہزار ہا را بسلک عبودیت منسلک ساختہ کہ بسے
از آنہا بانوان امرا، افغان و شرفار ہندوان و بچگان نوزادگان اوشاں
بودند باخود بردند۔ ازاں پس تیمور بسوے ملک خود مراجعت فرمود چہ فکر شر و
فساد کہ در مملکتش سر بر زند لاحق حالش وجزو خیالش بود نوشتہ اند
کہ از سر بازاں ہر یک صد و پنجاہ کس واز پوران و پسران ایشاں ہر یک
بست نفس جداگانہ باخود بردہ و اندازہ مال و متاع غنیمت بے حد و مر بود۔

مشق ۲۵ ، از تاریخ ہند صفحہ ۱۱۲

جس وقت احمد شاہ ابدالی پانی پت کے میدان پر مرہٹوں کو پامال کر رہا تھا
اس وقت عالم شاہ ملک بہار میں انگریزوں سے لڑ رہا تھا۔ مگر اس سے اسکو
کچھ حاصل نہ ہوا۔ اور انجام کار اس نے سرکار انگریزی کا پنشن خوار ہونا منظور کیا۔
اس کے بعد وہ چند سال آرام کے ساتھ الہ آباد میں رہا۔ مگر پھر مرہٹوں نے اُسے
سکھا پڑھا کر اپنی طرف بلالیا اور ضابطہ خاں کو جو اپنے باپ نجیب الدولہ کی
جگہ وزیر اعظم تھا دہلی سے نکالنے پر آمادہ ہوتے۔ چنانچہ یہ ان کا منصوبہ پورا ہوا۔
اور اس وقت سے لے کر ۱۸۰۳ء تک جبکہ انگریزوں نے دلی کو فتح کیا وہاں
مرہٹوں کا خوب ڈنکا بجتا رہا۔ اس عرصہ میں ۱۷۸۸ء کے اندر صرف چند روز
کے لئے پٹھانوں کا فریق پھر زبردست ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ تک شہر دہلی
رہیلوں کے قبضہ میں رہا اور شاہ عالم بادشاہ کو بھی انہوں نے اپنے قبضہ
میں کر لیا۔ اس وقت رہیلوں کے سردار ضابطہ خاں کے بیٹے غلام قادر نے ایک

بڑی نالائق حرکت کی کہ اول تو شاہ عالم کے بیٹوں اور پوتوں کو بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے بڑی بڑی اذیتیں پہنچائیں۔ پھر بیچارے بوڑھے بادشاہ کی آنکھیں خنجر سے نکال دیں۔ مگر چند ہی روز میں مرہٹے آن پہنچے۔ اور انہوں نے بادشاہ کو اس ظالم ستمگر کے ہاتھ سے چھڑایا۔ لیکن بادشاہ پھر بھی تنگدست اور بے اقتدار رہا آخر ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے مرہٹوں کے دوسرے جنگ میں شاہ عالم کو مرہٹوں کے پنجے سے چھڑا کر سرکار انگریزی کی طرف سے اس کی پنشن مقرر کردی اس طرح اس وقت سے ہند کی سلطنت انگریزوں کے ہاتھ آگئی۔ غلام قادر نے جو ظلم کئے تھے وہ اس کے آگے آئے۔ کیونکہ سیندھیا نے اس کو پکڑ کر سخت اذیت پہنچائی۔ اور آخر اس کا سر قلم کر کے شاہ عالم کے قدموں پر رکھنے کو دہلی میں بھیجا۔

ترجمہ مطالعہ کرو

وقتیکہ احمد شاہ ابدالی بنا در دگاہ پانی پت مرہٹہ را خستہ و تباہ می ساخت شاہ عالم بملک بہار بمقابلہ انگریزاں بطعن وضرب می پرداخت مگر او ازیں مقاتلہ ومجادلہ سودے ندید مبارزہ ومناجزہ مقصودے نیافت و در انجام کار اورا ازوظیفہ خواری سرکار انگریزی پذیرفتار گشت ازاں پس او چند سال بشہر الہ آباد بآرام وآسائش بسر برد و پس مرہٹہ اورا در غلانیدہ سازسازش طراز داوہ باخود گرفتند وخواستند کہ ضابطہ خاں راکہ وراثت وزارت پدر خود نجیب الدولہ داشت از دہلی بدر کنند چنانچہ دریں منصوبہ کامیاب گردیدند ارادہ ایشاں بوقوع انجامید ولذیں ہنگام بغایت سنہ ہزار وہشت صد وسہ عیسوی کہ انگریزاں بر دہلی مستولی شدند مرہٹہ را آنجا شان وشکوہ بود۔ و رمیان ہزار و ہفت صد وہشتاد باز فریق افغاناں قوت گرفت تا ایشاں شاہ عالم را ہم تحت

اختیار و اقتدار خود آورد و ند ایں ہنگام غلام قادر پسر ضابطہ خان سردار قوم رہیلہ حرکتے قبیح و فعلے شنیع بعمل آورد یکے آنکہ پسران و نوادان شاہ عالم را رو بروئیز سخت اذیتہا رسانید و دیگر چشم بیچارہ بزرگ بادشاہ بنوک خنجر برآورد دمے دیر نبود کہ مرہٹہ رسیدند و بادشاہ را از دست ستمگار خلاص دادند تاہم بادشاہ نہایت تنگدست و بے اقتدار بود آخر در سنہ ۱۸۰۳ء لارڈ لیک در جنگ دوم مرہٹہ شاہ عالم را از دست مرہٹہ رہانیدہ از سرکار انگریزی وظیفہ برائے او مقرر فرمود ایں طور سلطنت ہند در تصرف انگریزاں آمد غلام قادر کہ ظلم و ستم روا داشتہ بود سزایش یافت چہ سپندھیا او را گرفتہ بانواع عذاب مبتلا ساختہ در آخر سرش بریدہ برائے در افگندن در پائے بادشاہ بدہلی فرستاد۔

مشق ۳۶ - از تاریخ صفحہ ۱۳۱

تاریخ یورپ کے وسطی زمانہ میں جو آٹھویں صدی سے پندرہویں تک سمجھا جاتا ہے۔ یورپ کی ہند سے اکثر اس طریق پر تجارت رہی کہ بحیرہ روم کے کنارہ پر جو قومیں آباد تھیں وہ ملک مصر اور شام کی بندرگاہوں میں آکر ہند کی اجناس جو فارس یا بحیرہ قلزم کی راہ سے وہاں آتی تھیں خرید کر لے جاتی تھیں ان قوموں میں سے اخیر میں اہل وینس اور جنیوا اس تجارت میں بڑے سرگرم تھے پندرہویں صدی میں پرتگیزوں نے علم جہاز رانی میں علم یکتائی بلند کیا۔ اور ۱۴۹۸ء میں ان میں سے ایک صاحب کمال ناخدا نے جس کا نام واسکوڈی گاما تھا ساحل براعظم افریقہ کے گرد ہو کر ہند کا بحری راستہ دریافت کیا یہ پرتگیزوں کی بڑی خوش نصیبی تھی کیونکہ جس قدر تجارت ایشیا اور یورپ میں ہوتی تھی وہ سب اب سے پرتگیزوں کے ہاتھ میں آگئی۔ اور بہت عرصہ

تک انہیں کے قبضہ میں رہی واسکوڈی گاما اول کلی کوٹ پر پہنچا۔ یہ مقام گوا اور کوچین کے مابین ساحل ملیشیا پر واقع ہے۔ اس وقت یہ ایک چھوٹے سے رئیس رموزن کی ریاست سے متعلق تھا۔ پرتگیزوں نے اول اپنی بستیاں اسی ساحل پر بنانی شروع کیں۔ اور ہند کے راجاؤں نے ہرچند مزاحمت کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ پھر ہوتے ہوتے پرتگیزوں کی بستیاں ہند میں بڑھ گئیں۔ اس لئے شاہ پرتگال نے یہ مصلحت سمجھی کہ اپنا ایک نائب ہند میں مقرر کرے جو ان بستیوں کا فرمانروا ہے اور ہند کے راجاؤں اور بادشاہوں سے جو لڑائی بھڑائی ہو اس کا بھی اہتمام کرے غرض دوسرا نائب ال بوکرک اعظم ۱۵۰۸ء میں یہاں آیا اور اس نے اول تو گوا فتح کیا جو آج کے دن تک پرتگیزوں کے پاس ہے پھر اور بہت سے مقاموں پر تسلط کیا مگر شاہ پرتگال نے بڑی ناشکری سے اس کو عالم ضعیفی میں عہدہ سے موقوف کر دیا۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

در عہد وسطی تاریخ انگلستان کہ مقدارش از آغاز ہشتم صدی عیسوی تا انجام پانزدہمش می شمارند اکثر انداز تجارت اردبہ بہ ہند پدیں دتیرہ بود کہ اقوامیکہ بر ساحل بحیرہ روم سکنی داشتند ایشاں بر سواحل ملک مصر و شام آمدہ اجناس ہند راکہ براہ فارس و بحیرۂ قلزم آنجا می رسید خریدہ می بردند در آخر روزگار از جملہ اقوام اہل دینہ و اہل جنیوا را دریں تجارت شغلے و کسبے عظیم بود در صدی پانزدہم پرتگالاں در علم جہاز رانی علم یکتائی و سبقت بر افراشتند و در سنہ ہزار و چہار صد و نود و ہشت از میاں ملاح صاحب کمال کہ نامش واسکوڈی گاما بود گرد ساحل بر اعظم افریقہ گردیدہ طریق بحری ہند پدید آورد و ایں بلند طالعی پرتگالاں باید شمرد از انکہ ایدون چند آنکہ تجارت مابین اروبہ و آسیا می بود

بدست ایشاں افتاد و تا دیر ہمچناں بماند و اسکوڈی نخستیں بر بلدہ کوٹ گلی رسید
و ایں مابین گوا و چین واقع ست و در حکومت بمرزبان خورد کہ زمورنش می گفتند
تعلق داشت پرتگالاں اول اینجا طرح آبادیہا انداختند و بجارت و آبادانی
پرداختند و مرزباناں و شاہان ہند ہرچند کہ بمزاحمت و مقاومت برخاستند
سپر انداختند و روئے ناکامی برتافتند آخر چوں وہات و پرگنات پرتگالاں بمفاک
ہند افزود و شاہ پرتگال را مصلحت کار برآں آورد کہ وزیرے بند براین مواضع
از جانب خویش مقرر فرماید تا کار فرمانروائی و اہتمام جنگ کہ گاہے بگاہے با فرمان
دہان ہند پیش آید برخود لازم گیرد غرض نائب دوم آل بوکرک اعظم در سنہ ہزار و
پنج صد و ہشت عیسوی کہ در فرمان گذار آمد نخستیں مقام گوا را مفتوح ساخت و
آں ہنوز در تصرف ایشانست دہا زبسے دیگر ہم بدست آورد مگر شاہ پرتگال
سال خوردہ ناتواں را بہ ناسپاسی وحشت انگیز ازیں عہدۂ نیابت معزول
ساخت۔

مشق ۷۳۔ از تاریخ ہند صفحہ ۱۷۱

اس کے ایک برس بعد بیگمات اودھ سے گورنر جنرل کو زر کثیر وصول ہوا
اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب نواب وزیر زادہ نے ۱۷۷۵ء میں انتقال کیا
تو بیگمات یعنی اس کی بیوی اور والدہ نے یہ کہا کہ نواب متوفی وصیت کر مرا ہے
کہ اودھ کا سارا خزانہ ہم کو دیا جائے وارن ہیسٹنگز کو تو اس کا یقین نہ آیا مگر کونسل
کے ممبروں نے اس دعوے کو تسلیم کر کے خزانہ بیگمات کو دلوادیا۔ اور نواب
جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خزانہ خالی ہوگیا۔ اور
نواب کے پاس فوج کی تنخواہ بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی
اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل سے آکر کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجھ کو دینا ہے اس

کے ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت نہیں مگر ہاں بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو ادا کر سکتا ہوں۔ بیگمات پر اس وقت یہ بھی الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے مال و سپاہ دونوں سے چیت سنگھ کو مدد دی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ گورنر جنرل نے نواب اودھ کو اجازت دے دی کہ بیگمات سے ۷۶ لاکھ روپیہ چھین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے۔ اگرچہ یہ تحقیق نہیں کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے ماتحت کر لیا تھا اس کا ان کو کس قدر حق تھا مگر وارن ہیسٹنگز کا یہ فعل انصاف پر مبنی نہیں معلوم ہوتا۔ گورنر جنرل نے یہ کام خواہ برا کیا یا بھلا۔ مگر کمپنی کی طرف سے اس کو چیت سنگھ اور بیگمات اودھ کے مقدموں میں سخت سرزنش ہوئی اس وجہ سے وارن ہیسٹنگز نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا۔ اور ۱۷۸۵ء میں ہند سے رخصت ہو کر ولایت چلا گیا وہاں اس کے دشمنوں نے ہند کے معاملات کی بابت اس پر مقدمہ کھڑا کیا دیوان وکلا کے رکن مستغیث بنے اور دیوان امرا میں اس کی خوب تحقیقات اور چھان بین ہوئی۔ یہ مقدمہ سات برس تک زیر تجویز رہا اور ایک بڑے نامی مقرر نے جس کا نام برک تھا بڑے زور شور سے اس پر الزام لگائے۔ لیکن آخر وارن ہیسٹنگز جرم سے بری ہو کر سرخرو ہوا۔ اس مقدمہ میں اس کا دس لاکھ روپیہ خرچ ہوا اس لئے وہ کسی قدر تنگدست تو ہو گیا مگر باقی عمر امن چین سے بسر کی۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

پس از سالے وزیر ہند را از بانوان اودھ زر کثیر و مال خطیر بدست افتاد تفصیلش آنکہ چوں نواب وزیر اودھ در سنہ ہزار و ہفتصد و ہفتاد و پنج رخت ازیں سرائے فانی بربست بیگماتش یعنی زن و مادرش گفت کہ نواب متوفی وصیت نمود کہ ہمہ خزینہ اودھ بما سپردہ شود وارن ہیسٹنگز را اگرچہ باورش

نیامد مگر اہالی مجلس شوری ادعا، شان مسلم داشتہ خزینہ خواستہ بانی و تصرف اوشان ساختہ و نواب جانشین را از مزاحمت و پرخاش برتافتہ انجامش آں شد کہ خزینہ تہی گردید و نواب راپشیزے نماند تا تنخواہ سرہنگاں واگزار دیا از عہدہ زر کمپنی برآید آخر نواب وزیر ہند راگفت آنچہ از زر کمپنی برمن واجب ست قوت ادایش ندارم ہلے اگر بر خزینہ کہ بیگمات بتصرف خویش آوردہ اند دست یابم ادائے زر دین می توانم ۔ نیز در ینولا بیگمات باعانت و امداد مالی و فوجی چیت سنگھ را ملزم و منسوب بودند خلاصہ وزیر ہند نواب را رخصت داد تا از بانوان ہفتاد و شش لک روپیات بزور گرفتہ زر سرکار را ادا کند۔ اگرچہ تحقیق نیست کہ بیگمات در خزینہ مقبوضہ چنداں حق داشتند ولے ایں فعل وارن ہسٹنگز مبنی بر انصاف و انضباط نمی نماید۔ وزیر ہند خواہ نیکو کرد یا بد مگر او از جانب کمپنی در مقدمہ چیت سنگھ و بیگمات اورد سوء و سرزنشے کلاں و مصدر نکوہشے گراں گردید او ہماں بود کہ در ۱۷۸۵ء از منصب خود مستعفی شدہ ہند را گذاشتہ سوئے ولایت شتافت ۔ آنجا دشمنانش در معاملات ہند آں استغاثہ بر وے دائر کردند اراکین دیوان وکلا مستغیث آمدند و در دیوان امراء داد تحقیق و تفتیش دادند و صورت مقدمہ تا ہفت سال زیر تجویز طول کشید ۔ دیرک مقرر نامی بجد و جہد تمام دفعات جرم بر وے عاید ساخت لیکن آخر کار ابرجرائمش منقشع گردید و آفتاب برائتش از درونش بروں تابید و اگرچہ دریں مقدمہ مقدار خرچ صرفش تا بہ دہ لک رسید و اند کے تنگدستی و قلت مالی شامل حالش گردید مگر او عمر باقی خود در غایت عیش و راحت گذاشت ۔

مشق ۲۰ ۔ از ترجمہ اورینٹل ریڈر

۱۸۳۵ء میں اس امر کے دریافت ہونے سے بڑی حیرت پیدا ہوئی

کہ ہماری رعایا میں ایک ایسی قوم کی قوم شامل ہے جو انسانی قربانی ایسی کثرت اور بے رحمی کے ساتھ کرتی ہے جس سے بڑھ کر کسی وحشی قوم میں کبھی نہ دیکھی گئی ہوگی اور سنہ مذکور سے آخر ۱۸۶۱ء تک ان ہولناک جرائم کے انسداد کے لیے بڑے بڑے لائق افسر زبردست کوششیں کرتے رہے۔

ابھی تک سرکار انگریزی نے باشندگان اضلاع کوہستانی موسومہ مالیہ واقع مابین دریائے مہاندی و گنجم کے ساتھ کچھ دست اندازی نہیں کی تھی بدیں وجہ تجویز مجوزہ پر عمل کرنے میں یعنے بلا زور شمشیر ایک قوم کی قوم کے سخت مضبوط اعتقاد جاہلانہ کو ان کے دلوں سے کھود کر پھینک دینے میں دقت اور بھی بڑھی یہ امید تھی کہ سرداروں کے ذریعہ سے کچھ ممکن ہو مگر معلوم ہوا کہ پہاڑی کھانڈوں پر برائے نام ان کو اختیار حاصل تھا۔ ان انسانی قربانیوں کو جنہیں کھانڈ لوگ میریہ کہتے تھے اس ملک کے وبائی عوارض میں داخل سمجھنا چاہیئے جن کا کامل انسداد برٹش گورنمنٹ کی زبردست حکومت اور عاقلانہ کارروائی نے کر دیا ہے۔ یہی نہیں کہ قربانیاں مسدود ہو گئی ہوں۔ بلکہ لوگوں کی طبیعت اس خوف اور جاہلانہ اعتقاد سے پاک کر دے گی۔ جو باعث ان قربانیوں کا تھا۔ مگر ان کھانڈوں کے حالات کا بیان کامل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ ہیبت ناک اور ساحرانہ مریہ کے قربانی کا ذکر نہ کیا جائے۔

اس کا ترجمہ یہ ہے

در سنہ ہزار و ہشتصد و سی و پنج عیسوی چوں دانستہ شد کہ در قلمرو ما یک قومیست کہ قربانی انسانی بداں بے رحمی و سنگدلی بعمل می آرند کہ مثلش گاہے در ہیچ یک از اقوام وحشیہ کردند یدہ شد حیرتے گراں روداد و دل در شگفت افتاد آخر تا او اخر سال ۱۸۶۱ء برائے انسداد ایں جرائم ہولناک مردان ذی اقتدار

وکارپردازان عالی مقدار تدابیر لایقہ وجیل فائقہ بکار بردند اما ازانجا کہ سرکار انگریزی
کہ ہنوز در معاملات و امور باشندگان اضلاع کوہستانی موسومہ بمالیہ کہ مابین دریائے
مہاندی و گنجم واقع ست دست مداخلت نیند اختہ بود ازیں جہت در بکار آوردن
تجاویز مجوزہ یعنے در بروں افگندن اذعان راسخ و برکندن اعتقاد پرجہالت از
سنگدلہائے یک قوم ناموزوں بدوں اینکہ شمشیر کیں آہیختہ وخون بے دریغ
ریختہ شود اشکالے مزید افزود وصعوبتے بالا یزید رو نمود گمان بود کہ بتوسل
سرکردگان قوم کار برآید مگر در انجام کار بظہور پیوست کہ دسترس اعیان بر قوم
کھانڈ بجز نامے بیش نیست ایں قربانیہائے انسانی را کہ قوم کھانڈ ،ثر مریہ می
نامیدند و ازانجملہ عوارض و بائی ملک باید شمرد استیلاء حکومت برطانیہ و
استقامت رائے و تدبیرش النداد و استیصالش بپایہ کمال زوالش رسانید
و ہمیں بود کہ ایں رسوم قبیحہ انسداد یافت بلکہ طباع مردمان ازاں خیالات
فاسدہ و نقوداوہام کاسدہ و احوال باطلہ واوہال لاطائلہ کہ موجب ایں سردجبرہا
بود پاک وصاف گردانید و انکشاف احوال ایں قوم چنانچہ باید صورت نہ بندد
تا ذکر صورت قربانی مریہ وحشت انگیز و دہشت ناک نقش بیاں نہ پذیرد۔

مشق ۲۹ ۔ تفصیل بیان مذکور

کھانڈ لوگ محض زراعتی پیشہ کے آدمی ہیں اور ان کے اعتقاد کے جلہ اصول
زمین کی زرخیزی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے دو فرقہ ہیں ایک (بورا) جو قادر
مطلق کی بورا کے نام کی پرستش کرتے ہیں اور انسانی قربانی سے کامل نفرت کرتے
ہیں دوسرا فرقہ زمین کی دیوی تاری نامی کو پوجتا ہے۔ جس کی نسبت وہ بیان کرتا
ہے کہ اس نے زمین شور پر اپنا خون بہاکر اپنے معتقدین کے لئے اُسے زرخیز بنا
دیا اور یہ تاکید کی کہ اس کی شان میں سالانہ انسانی قربانی کرکے زرخیزی زمین

قائم رکھی جائے۔ تاری پوجنے والوں کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنی قربانی کو خرید کر کے لائیں اور تاوقتیکہ زرقیمت دے کر نہ لئے جائیں وہ دیبی کی درگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتی تھی قاعدہ تھا کہ ان کی قوم میں سے قربانی کے لیے آدمی میسر نہیں ہو سکتے تھے۔ پس مریہ اکثر دیگر قوم سے خرید کر کے لائے جاتے تھے مگر کبھی کبھی خرابی موسم کے وقت کھانڈ لوگ اپنے ہی بچوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ اور یہ بیچے جائز تھا کہ بطور مریہ کے خریدے جا سکیں دیگر قوموں میں سے قربانی کے لئے آدمی حاصل کرنے کے لئے ایجنٹ عموماً قوم پان یا پنوا جو مخلوط العقاید ہندو ہیں اور محالات باجگذار کی آبادی میں پن یا پنوا اور گندا اور پہنکا کے مختلف ناموں سے جابجا پائے جاتے ہیں نوکر رکھے جاتے تھے بعض اوقات یہ گماشتے خرید کرتے تھے اور بسا اوقات چرا لے جا کر کھانڈوں کے ہاتھ بیچ ڈالتے تھے اور ایسے کمینہ ہو گئے تھے کہ کہیں کہیں اپنے بچوں کو بھی دیدہ و دانستہ سمجھ کر کہ ان کی قربانی کی جائے گی بیچتے تھے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

ہمانا پیشنہ قوم کھانڈ محض فلاحت و زراعت ست و حیلہ حصول اعتقاد و ارادت شاں ہم بہ سرسبزی و زرخیزی زمین آویختہ۔ دو گروہ اند یکے دیورا ، کہ قادر مطلق را بنام بورا می پرستند و از قربانی انسانی سخت متنفر و بیزار اند۔ گروہ دیگر دیوی زمین مسمات تاری را سر پرستش برزمین عبادتش می نہند و نسبت بدو می گویند کہ او از بہر مریداں و معتقداں خود خون خویشتن ریختہ زمین شور را کشت زار ساختہ برایشاں لازم گردانید کہ ہر سال بدرگاہ عظمتش یک جان انسان نذر دادہ سرسبزی زمین ہمچناں داشتہ شود۔ مریدانِ تاری را حسب فروع مذہب واجب بود کہ قربانی خود خریدہ بیارند و بدوں ادائے

زر قیمت قربانی مریداں بدرگاہ دیوی رائیگاں ونامقبول گردد۔ ظاہر است کہ خود در قوم شاں آدم قربانی بدست نمی افتاد ناچار مریہ از اقوام دیگر آوردہ می شد مگر گاہے کہ از زبونیِ موسم دناموزونیِ ہنگام مردم بر فروختن بچہائے خویش مجبور می شدند و روا بود کہ بطور مریہ ایں بچہا خریدہ شوند و برائے بہم رسانیدن مریہا از دیگر اقوام عموماً مردم قوم پان یا پنوا کہ ہندوان مخلوط العقائد اند و از آبادی محالات باجگذار در جاہائے مختلف باسمائے بن یا پنوا چک پنکا دگندا یافتہ می شوند گماشتہ می شدند ایں گماشتگان گاہے می خریدند و بسا اوقات بدزدی بودہ بدست کھانڈاں می فروختند دونی شاں بداں پایہ رسیدہ بود کہ گاہے بچہائے خویش را دیدہ و دانستہ برائے ایں کار ناہنجار می فروختند۔

مشق ۳۰ قصہ مذکور

دس بارہ روز قبل یوم قربانی کے قربانی کئے جانے والے شخص کے بال جو ابھی تک بغیر بنے ہوئے رہتے تھے کاٹے جاتے تھے۔ اور گاؤں والے نہا دھو کر پجاری کے ہمراہ متبرک باغ کو جاتے تھے جو دیبی کو نام سے کر پکارتا ہے۔ اور بآواز بلند اس سے کہتا ہے کہ لوگ اس کی مرغوب الطبع غذا تیار کر رہے ہیں۔ اور اس کے بالعوض اس کی عنایت کے خواستگار ہیں۔ تین دن تک جشن رہتا ہے اور یہ وقت مطلق العنانی و دعوت سخت مے نوشی اور وحشیانہ ناچ کود کا ہوتا ہے جشن کا جوش طبیعت میں دیبی جی کے الہام سے ہوتا ہے۔ اور جس کا روکنا داخل گناہ ہوگا۔

دوسرے دن قربانی والے شخص کو جو شام سے برت رکھے رہتا ہے۔ بڑی احتیاط سے نہلاتے ہیں اور نئے کپڑے پہنا کر سنجیدہ جلوس کے ساتھ ناچتے بجاتے ہوئے گاؤں سے مریہ باغ کو لے جاتے ہیں۔ اس چھوٹے سے محفوظ

باغ کی نسبت ان کا عقیدہ ہے کہ ابتدائے زمانہ کے اس عظیم الشان باغ کا باقیماندہ حصہ ہے جو ارواح مرحومین کے مسکن ہونے کی غرض سے کلہاڑی کی ضرب سے محفوظ رہا ہے۔ باغ کے عین وسطی حصہ میں بعض اوقات دو جھاڑیوں کے درمیان ایک بیٹھک بنائی جاتی ہے۔ جس پر پجاری اس کو بٹھا کر باندھ دیتا ہے۔ بعد اس کے تیل گھی ہلدی اُس کے مل جاتی ہے اور پھولوں سے مزین کر کے اس کی پرستش کی جاتی ہے اُس کے پوجنے والوں میں کوئی نہ کوئی اس جسم متبرک کا کوئی جزو حاصل کرنے کے لئے بڑی رقابت پیدا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ جو روغن اس کے ملا گیا تھا اس کا حصہ بھی مل جانا داخل ثواب ہے وہ تمام رات اس حالت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور جشن اور دعوت تواضع مطلق العنانی کے ساتھ مثل شب گزشتہ کے پھر شروع ہوتا ہے اور مہیب بدمستی کے شور وغل سے ہوا گونج جاتی ہے۔ تیسرے دن دوپہر کے وقت یہ رسمیات ختم ہوتی ہیں اور لوگوں کا مجمع قربانی کے لئے بڑا ساسمہ خراش غوغا مچاتے ہوئے اور سخت ہم آہنگ باجا بجاتے ہوئے جاتا ہے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

دہ دوازدہ روز پیشتر از روز قربانی مولائے شخص قربان کہ ہنوز ناپیراستہ بودند تراشیدہ می شد۔ روستائیاں تن و بدن شستہ ہمراہ سیفے بروضہ متبرک می روند تا مغ نام دیہی را بآواز بلند خواندہ می گویند کہ مریدانش غذائے خوشگوارش از برائے او آمادہ می نمایند و در عوضش مہر و فضلش را خواستگارند۔ سہ روز بازار جشن و طرب را روز بازار و بآزادی تمام دعوت گرم مے نوشی و مجلس مہیب رقص و سرود بر روئے کار می ماند و جوش و خروش جشن یعنی سرخوشی بسرد رو جور و میخواری در امشگری در طباع مردم اینک بالہام دیہی می انگارند و باز داشتنش از جملہ ازتکاب گناہ پندارند۔

روز دیگر شخص قربان را کہ از سر شام روزہ دارست باحتیاط تمام غسل دادہ نو جامہا پوشانیدہ با جلوس سنجیدہ رقصان وسرایان پاکوبان و نے نوازان از دیہ بباغ مریہ می روند۔ نسبت ایں گلزار خود وعقیدہ شاں بریں منوالست کہ ایں محفوظ حصۂ چمن ازاں بستان کلاں ست کہ بجہت آرام گاہ ارواح مرحومین از ضربہائے تبر محفوظ ومصؤن ماندہ است۔ در حصہ وسطی ایں باغ بعض اوقات میان دو خار بوتہ فرود گاہے باجلسے ساختہ می شود۔ مغ اورا بران نشاندہ دست و پائیش بستہ روغن زرد وسیاہ وزردچوبہ سائیدہ بران مالیدہ سرو گردنش بگلہا آراستہ اما جگاہ پرستش می سازد۔ پرستندگان از دو اگرفتن جزوے از اجزاآں جسم متبرک در رشک ورقابت می افتند تا اینکہ وصول جزوے از روغن مالیدہ اش راہم حصول ثواب پندارند۔ بیچارہ ایں طور ہمہ شب گذاشتہ ونائے ونوش شب گذشتہ بہان آئین داشتہ می شود ہائے وہوئے بدمستی وشور وغل آدم پرستی باو را پر غوغا می سازد روز سوم وقت چاشت ایں رسوم وحشت انگیز ودہشت آمیز اختتام پزیرد و انبوہ مرشان باغوغائے سامعہ خراش وساز دآہنگ جگر تراش برائے قربانی مریہ می روند۔

مشق ۳۱۔ قصہ بالا

چونکہ قربانی کے شخص کا پابزنجیر ہو کر قربانی کیا جانا ناموزوں خیال کیا جاتا ہے لہذا اس کے ہاتھ پیر توڑ دیئے جاتے ہیں یا افیون کھلا کر بیہوش کر دیا جاتا ہے تاکہ بھاگ نہ جائے۔ جیسا کہ اکثر وقوع میں آیا۔ زمین کی دیبی کی درگاہ میں پجاری دعائیں کرتا ہے کہ غلہ سے پر کہتہ عطا ہوں بچے مویشی سور اور مرغ کی ترقی ہو علاوہ بریں ہر شخص اعطار مراد کے لیئے جو اس وقت اس کے دل میں بکمال خواہش ہوتی ہے۔ استدعا کرتا ہے بعدہ پجاری آغاز قربانی کے حالات اور اس کے جاری رکھنے

کی ضرورت بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد حسب تحریر مصنف بالخصوص کہ جس سے میں نے
ان حالات کا اقتباس کیا ہے ایک طول طویل اور کسی قدر رقت انگیز مگر مدلل تقریر
مابین بچاری اور مربیہ کے ہوتی ہے۔ اس مقابلہ میں مسبوق الذکر بچاری تو اس بات
کو ثابت کرنا چاہتا ہے کہ قربانی والے شخص کو ایسے معاملہ میں جو مفید بنی نوع انسان
ہے باطمینان وصبر جان بحق تسلیم ہونا واجب ہے۔ اور یہ کہ وہ کسی طرح کی
شکایت نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی لئے کھانڈوں کا زرخرید ہے۔ لیکن
آخرالذکر مربیہ اس امر کے ثابت کرنے کا مقصد رکھتا ہے کہ اس نے اپنی فروخت
کے وقت اپنی رضا و رغبت ظاہر نہیں کی لیکن یہ سمجھ کر کہ بطور مزدوری کے خرید
کیا گیا ہے وہ ہمیشہ اپنے آقا کا ایما نداری سے کام کرتا رہا۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

چوں شخص قربان را پا بزنجیر گشتن ناموزوں پندار ندلا و بریں نمط
پا دست و پایش شکنند یا تریاک خورانیدہ ست و بیہوش گردانند تا گریختہ از دست
نرود چنانچہ پیشتر بوقوع آمد۔ مغ بدرگاہ دیوی زمین استدعا می کند کہ ذخیرہائے
غلہ فراواں عطا شوند و در بچگان و مواشی و خنزیر و مرغ افزایش شود۔ علاوہ ہر کس
ہرچہ در دل زخواہش و مراد دارد۔ دریں ہنگام خواہاں و طلبگار آید سپس مغ
آغاز رسم قربانی و ضرورت بپا داشتنش وا می نماید باز حسب تحریر مصنف و آنچہ
ازاں من اقتباس کردہ ام گفتگوے دراز دامنے کے دردانگیز مگر مدلل و مبرہن مابین
مغ و مربیہ واقع می شود دریں مجادلہ مغ مسبوق الذکر چناں ثابت می کند کہ مرد
قربان را در امرے کہ مفید عام و نافع انام ست بطمانیت قلب و صبر و تحمل جان
بحق تسلیم باید کرد و او بوجہے از وجوہ حق شکایت ندارد چہ او بہمیں جہت زر
خرید قوم کھانڈ ست مگر آخرالذکر مربیہ ایں گونہ استدلال می آرد کہ او بوقت

خرید و فروخت رضا و رغبت خود بظہور رسیا ورده و لے بدین اندیشہ کہ برائے کار خدمت خریده شد پیوستہ در سجا آوردن خدمات آقائے خویش دیانت و فرمانبرداری و اطاعت و فرمان پذیری را بکار برده۔

مشق ۳۲۔ قصہ مذکور

زمین کی دیبی کو قربانی مختلف طریقوں سے چڑھائی جاتی ہے بلکہ جملہ طریق وحشیانہ ہیں۔ فی الحقیقت وحشیانہ لفظ اس کی نسبت کہنا تو نہایت ملائم لفظ ہوگا۔ میجر میکفرسن صاحب نے بیان حسب ذیل تحریر کیا ہے پجاری مقدم دیہہ و دیگر ایک بزرگوں کی مدد سے سبز درخت کی ایک شاخ لاتا ہے جو بیچ تک کئی فٹ پھٹی ہوتی ہے اس دو شاخہ میں وہ مریہ کو زبردستی بٹھاتے ہیں۔ اور بعض اضلاع میں رسّی میں اس کی گردن پھانس دیتے ہیں بعدہ اس بلی کے کھلے ہوئے سرے کی طرف رسیاں لپٹی جاتی ہیں۔ جس کو پجاری بمدد مددگاران اپنا کل زور صرف کر کے بند کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر وہ اپنی تبر سے مریہ کو ذرا زخمی کر دیتا ہے اور اس اشارہ پر کل مجمع اس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور بجز سر اور آنتوں کے اس کے استخوان سے بوٹی بوٹی گوشت نکال لیتا ہے اور ایک بھیڑ کی قربانی کر کے باقیماندہ لاش دوسرے روز چتا پر رکھ کر جلا دی جاتی ہے خاک کھیتوں میں بچھائی جاتی ہے یا اس کا لیس مکانوں یا کوٹھاروں کے صحن لیپنے کے لئے بنایا جاتا ہے بعد ازاں قربانی والے شخص کے باپ کو یا اس کے لانے والے کو ایک بیل دیا جاتا ہے اور ایک بیل قربانی کر کے دعوت کے دن کھایا جاتا ہے جس سے یہ رسم اختتام کو پہنچتی ہے انسانی قربانی کے سال بھر بعد خونخوار دیبی تاری پنیا کو ایک سور کی قربانی کر کے پھر اپنی یاد دلاتے ہیں۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

دیہی زمین را نذر قربانی بطرز ہائے گوناگوں دادہ می شود و لے ہمہ وحشت انگیز بلکہ نسبت بہ و لفظ وحشت گفتن خیلے نرم ست کہ اصل مدلول وانمی نماید آنچہ میجر میکفرسن نگاشتہ این ست کہ بغ متقدم دیہہ و دیگرے یک یا بیشتر شاخ سبز کہ تا میان چند وجب دریدہ بود آوردہ مریہ را بزور دران بنشاند و در بعض اضلاع رسن در گلویش کشند باز بر سر دریدہ اش رسنہا پیچند سپس بغ یا بددگاران خود جنگ بلیغ بہم سازند تا ہر دو سر بہم پیوندد و مریہ در آن بہم شکنند یا بہ تبر خویش بیدرانہ می رسانند و بعض گروہ ہا انبوہ بر آں میریزند و بجز سر و رودہ یا استخوانش پارہ گوشت نمی گذارند روز دیگر پیش لاشہ وا ماندہ را بر انبار چوب سوختہ و خاکسترش بر کشتزار پاشیدہ و از آں اندودنی و اندائیدنی برائے کندہا و خانہا ساختہ می شود ایندوں پدر مریہ را یا آوردند گانش را گاوے ببخشند و گاوے دیگر کشتہ روز دعوت می خورند و این پستریں رسوم قربانی است سالے بعد از قربانی انسانی خونخوار دیہی تاری چنان را بہ قربانی خوک خویشتن را یاد دہانند ۔

مشق ۴۴ - قصہ مذکور

میجر میکفرسن یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ بعض اضلاع میں مریہ کو آہستہ آہستہ آگ کے ذریعہ سے ہلاک کرتے ہیں اس امید سے کہ جسقدر زیادہ اشک اس کے نکلیں گے اسی قدر کثرت کے ساتھ بارش ہوگی ۔ ۱۸۳۶ء میں گورنمنٹ نے اول اول ان رسوم مذموم کے انسداد کے لیے کوشش کی پہلی تجویز جو عمل میں لائی گئی وہ یہ ہے کہ مریہ یا قربانی کئے جانے والے شخص وقت قربانی سے پیشتر کھانڈوں کو ترغیب دے کر لے لئے جائیں مگر یہ طریقہ کارآمد نہ ہوا کیونکہ جب ہی کہ پرانے آدمی لے لئے گئے ویسے ہی نئے خرید لئے جاتے تھے آخر یہ معلوم ہوا کہ دو شمشیر کے سوائے کوئی تدبیر کارآمد نہ ہوگی ۔ اور جو ہنگامہ دو چار جگہ پیدا ہوا اس کے

دفعیہ کے واسطے فوج کو کام میں لانا پڑا رفتہ رفتہ کھانڈوں نے اس حالت کو قبول کیا اور قربانی کے لئے بچہ خریدنے کے خرچہ سے سبکدوشی پانے پر بڑی مسرت ظاہر کی جبھی ان کو معلوم ہوگیا کہ زمین سے پیدا وار بلا رسوم خونریزی کے ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ ان کے ادا کرنے سے ہوتی تھی۔

کھانڈوں کے کوہستان میں انسان کی قربانی مسدود کئے جانے کے بعد اس امر کے دریافت ہونے سے نہایت تعجب ہوا کہ رسم زبون ترائی کے ملک میں بھی جاری ہے۔ اور جو ایجنٹ اس کے انسداد کے لئے وہاں مقرر ہوا اس کو بمقابلہ کھانڈوں کے شایستہ اور تعلیم یافتہ لوگوں سے نہ کہ نیم وحشی اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تعجب نہیں اگر کھانڈوں کا لگاؤ ہو۔ قربانی والے شخص کوئی عموماً قوم لوُر کے ہوا کرتے تھے جن کو ان کے والدین ہی خود بیچ دیتے تھے۔ ملکا کڈھی کے قصبہ میں تعداداً سو بچے قربانی کے لئے جمع کئے ہوئے پائے گئے۔ جو سرکار کے حوالہ کردیئے گئے

ترجمہ کا مطالعہ کرو

میجر موصوف بہز ابرانہ مژدہ کہ در بعض اضلاع مریہ را آہستہ آہستہ تتاب آتش می کشند بداں اندیشہ کہ چنداں کہ اشک سوزانش بزمیں ریزد ہمانقدر مژگاں سحاب فرو بارد و کشت آرزومنداں سبزہ زار گردد۔ در ۱۸۳۷ء تحت حکومت انگلشیہ برائے انسداد ایں رسوم مذموم سعی بکار برد منجملہ تدابیرش یکے آنکہ اشخاص قربانی را پیش از وقت بطمع و ترغیب نیک از کھانڈاں باز گیرد مگر ایں سود مند نیفتاد۔ چہ اگر چند واگرفتہ شدند۔ باز نو خریدہ بجراں نشست آوردند آخر جز زور شمشیر تدبیرے از تدابیر دیگر نہ نمود واگر دو سہ جا ہنگامہ فساد بپا شد بپامردی مردان کار پراگندہ گردید آخر الامر کھانڈاں ترک رسم را سر تسلیم خم کردند و از سبکدوشی مخارج خرید بچہ ہا اظہار مسرت و شادمانی نمودند و زود بر

ایشاں روشن گشت کہ پیداوار زمین بدوں رسوم خونریزی ہیچاں ست کہ باداے رسوم ہپت ارند بعد ازانکہ در کوہستان کھانڈاں ایں رسم بدآئین انسدادیافت حیرتے رو داد چوں بظہور پیوست کہ ایں رسم قبیح در ملک ترائی نیز رواجے دارد و عاملیکہ برائے انسدادش نظر یافت اورا بانیم وحشیاں اتفاق مزاحمت بیفتاد بلکہ آنانکہ از کھانڈاں بیشتر دانش وشائستگی داشتند چہ عجب اگر از قوم کھانڈ وابستگی داشتہ باشند عموماً اشخاص قربانی از قوم تورمی بودند کہ خود پدران آنہا می فروختند در قصبہ (ملکا گڈی) صندوقچہ برائے ایں کار ناہنجار فراہم بود جملہ بسرکار انگریزی سپردہ شدند۔

مشق ۴۳ ۔ از کتاب انگریزی

خلوص باطنی و رسوم ظاہری۔ جو لوگ جسم کو ہلاک کرکے اپنے تئیں مہاتما کہتے ہیں وہ بھی اپنا جذام دل رفع نہیں کرسکتے اگر تم چیونٹیوں کے بھٹہ کی صرف ظاہری حصہ کو توڑ ڈالو تو یہ ممکن نہیں کہ جو مار اس کے اندر مسکن گزیں ہے مرجائے۔ جو لوگ زائرینکہ خدا کی تلاش میں غیر ملکوں میں جاتے ہیں وہ مثل اس گلہ بان کے ہیں۔ جو اپنی گوسفند زیر بغل کو گلہ میں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ گنگا میں کوا نہاکر ہنس بن جائے۔ شغب دنیا سے مجھے بالکل دھوکر صاف کر۔ اور گناہ سے مجھے پامال کر۔ اے خدا نیا دل مجھ میں پیدا کر اور طبع مستقیم از سر نو عطا کر۔ تو قربانی سے خوش نہیں ہوتا۔ ورنہ میں قربانی چڑھاتا۔ تجھے بخور سے حظ حاصل نہیں ہوتا۔ عمدہ قربانی خدا کے لئے عاجز اور منکسر طبیعت ہے خدایا منکسر اور پشیمان دل کو تو حقیر نہ سمجھ۔ سر اور ڈاڑھی منڈوانے سے کیا فائدہ اگر تیز و تند وساوس نفسانی سے سینہ میں کشاکش رہے باطنی اجزا پرچاقو چلا اور باقی ماندہ کے بدشکل ہوجانے کا خیال نہ کرو۔ پیشتر دل سے غرور اور خواہشات نفسانی کا استیصال کرو تب ممکن ہے کہ انسان واقعی پاک ہو۔ نوجوان کو اپنا راستہ صاف کرنے کے لئے تیرے کلام کی پیروی کرنے

سکتا سوائے کوئی دوسرا طریقہ نہیں۔ مختلف قسم کے آسن جمانا اور اعضا کو مروڑنا مذہب
نہیں۔ بلکہ کشتی لڑنے والے کی ورزش ہے۔ تو انسان پچاس میل کے فاصلہ پر چلا جائے
مگر اس کا گناہ اس کے ہمراہ ہے۔ کیا جام شراب کی بو پیشانی پر بھبوت لگانے سے
جا سکتی ہے۔ اور کیا زنار تیب گلو کرنے سے نئی پیدائش ہو جاتی ہے۔ کیا بل کو
پیٹنے سے سانپ مر جاتا ہے اور جسم کو اذیت پہنچانے سے نجات مل جاتی ہے
کیا کوئی دور دراز ملکوں کو اپنے سے بھاگ سکتا ہے۔ میں کہیں جاؤں برف
نخل سوز زندگی یعنی یہ بیچ شیطانی خیال میرے ہمراہ ہے۔ جٹا دار بال یا حسب
نسب یا پیشانی کی تلک سے آدمی برہمن نہیں بن سکتا جس شخص میں اوصاف
راستبازی اور صلاحیت کے ہیں وہی حقیقی برہمن ہے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

خلوص باطنی و رسوم ظاہری۔ آنانکہ تن و بدن در شکنجہ بلا کشیدہ خود را
مہاتما خوانند ہرگز خدا م دل بتیغ و دفع نتوانند ساخت اگر زدے سوراخ مور را
تسکین نمیشا یابد دلاوش بجا گزیں ہفت کشتہ نگردد۔ کسانیکہ برنگ زائر
در تلاش خداوند بممالک دیگر سفر کنند چنان گاہ باشند کہ گوسفند در بغل داشتہ در
کار جستجوئش نمایند۔ زاغ در گنگا بتن شوئی ہنس یعنی بط سفید نگردد۔ اگر کسے ہزار
خرمہرہا بہ بنارس برد گنہ بیش بیش نگذارد۔ اے ایشور پاک دلم از شعب دنیا
صاف و از آلایش گناہ پاک کن۔ اے خدا ضمیرم و طبع سلیم بخش اگر تو قربان
خواستی نذرش کردمے و اگر سجدہ پسندیدی دریغ نہ نمودمے قربانی برگزیدہ اش
طبع منکسر و قبولی بعجز یا دل مطیع و فرمان پذیر دل نادم و پشیمان را از
نظر کرم منما [illegible] گردہ چہ [illegible] آنکہ دلش بروہ در قضائے
سینہ اش خطرات شیطانی [illegible] ذرہ [illegible] شکل متغیر

خیال و تصور و دوال کن خواہشات نفسانی از دل و دماغ بسوز پس ازاں شمائل
ملکی و خصائل انسانی اندوز

چو المرد را صفائی راہ چنہ پیروی کلام پاک بدست حصول نیفتد تن را بوضع
گوناگوں پیچیدن را نیست ورزش کشتی گیر ست ہر دہر کجا کہ دود گوتا پہ پنجاہ میل
سفر کند کر دہا پیش دامن او گزاشتہ برنگردد بوے جام نرود گرچہ ہزار صندل
مہاتنی بر پیشانی مالد۔ از زنار در گلو انداختن تو زندگی و پیدائش نیاید ساختن از
سوراخ مار کوفتن مار نمیرد و برتن اذیت کشیدن گلہائے نجات بر سر نریزد
از موہائے مرغولہ دار یا حسب نسب یا صندل جبیں مرد برہمن نتواند گردید۔ بلکہ
راست بازی و صلاحیت اصل برہمنی ست۔

مشق ۳۵ ۔ بیان بالا مذکور

جو لوگ اپنے ادائے فرائض میں دل و جان سے مصروف ہیں۔ اور
جن کی راہ و روش مستقیم اور بے داغ ہے اور جو نیک ہیں اور نیکی کے
طریقہ پر چلتے ہیں انہی کی ذات سے قربانی کا فعل صادر ہوتا ہے۔ گو وہ قربانی
در اصل نہیں کرتے۔ میں نے شاستروں کو چھان ڈالا اور عبادت و ریاضت
بہت کی مگر چند ہی گوہر دستیاب ہوئے شب و روز کی طہارت نے دل کی ناپاکی کو
دور نہیں کیا۔ جس کے رشتہ مباشرت میں محبت اور صفائی کے دانے پڑے ہوئے
ہیں اس کو کسی تسبیح کی ضرورت نہیں جو نفس ہوا و ہوس کی برائیوں سے آلودہ
ہے اس کو روحانی تسلی نہ مطالعہ وید سے نہ قربانیوں سے نہ پابندی صوم و صلوٰۃ
سے اور نہ ریاضت دینی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ شہوت کی جھاڑی میں پڑ کر
گزرنا آسان مت خیال کرو کیونکہ اس میں پلنگ درچھپا بیٹھا رہتا ہے صفائی
انسان کے لئے بڑی نعمت ہے اور یہ صفائی بپابندی قانون ایزدی اس

شخص کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے نفس کو نیک خیال نیک اقوال نیک اعمال سے صیقل کرتا ہے۔ کون چیزیں لے کر خدا کے سامنے آؤں اور دوزانو ہو کر اس کی تعظیم بجالاؤں۔ کیا میں وہ چیزیں لاؤں جن کے جلانے سے بخور پیدا ہو یا ایک سال کے بچھڑے یا ہزاروں بھیڑوں کے بچے یا روغن کے دریا کے دریا یا اپنے فرزند اکبر کو اپنی بداعمالی کے بدلے یعنی جسمانی ثمر کو اپنی روح کے گناہ کے معاوضہ میں لاکر چڑھاؤں۔ اے انسان خدا نے تجھے ظاہر کر دیا ہے کہ کیا کرنا عمدہ ہے تیرا مالک خدا تجھ سے سوا اس کے اور کیا چاہتا ہے کہ تو انصاف کر اور رحم کو عزیز رکھ اور عجز و انکسار سے اس کے نقش قدم پر چل۔ خدا کے نزدیک پاک و صاف مذہب یہ ہے کہ مصیبت زدہ یتیموں اور بیواؤں کے پاس جاکر مدد کرو اور دنیوی برائیوں سے اپنے آپ کو بے داغ رکھو۔ جو مذہبی پوجا پاٹ نام حاصل کرنے یا طہارت دکھانے کی غرض سے کیا جاتا ہے وہ بے قدر و قیمت ہے اور خبیث روح کی خسیس ترین حرکات کا نتیجہ ہے۔ بے وقوفانہ اصولوں کی پابندی کر کے انسان جو ریاضت کرتا ہے یا جو اذیت اپنے جسم خواہ دوسروں کو پہنچاتا ہے ان سب کی اصلیت دنیا میں خواب و خیال ہے۔ جسم کی ریاضت اس کا پاک رہنا ہے اور زبان کی ریاضت سچ بولنا اور مہربانی سے کلام کرنا ہے اور خیالات کی ریاضت نفس کشی کرنا اور صفائی قلب خاموشی و خیر خواہانہ طبیعت رکھنا۔ اے موست تجھے معلوم ہے کہ متبرک آگ کے ذریعہ سے قیام بہشت نصیب ہوتا ہے۔ مجھے اس کا حال بتلا کیونکہ مجھے یقین ہے جو لوگ داخل بہشت ہوتے ہیں۔ وہ حیات ابدی اور زندگی دائمی پاتے ہیں یہ میری دوسری خواہش ہے موست نے جواب دیا جو آگ داخل بہشت کرتی ہے اس کو میں جانتی ہوں۔ اور وہ دل کے اندر مسکن گزیں ہے۔ یہ ظاہر آگ ہے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

آنانکه در ادای فرض بدل و جان مصروف و در راه و روش راست رو و نیک کردار و نیک اطوارند هر آئینه از ذات بابرکات شان فعل قربان صادر می شود، اگرچه قربانی نمی نمایند. من جلد شاستر را خواندم و ورق ورق گرداندم و داد عبادت و ریاضت دادم چونکه گوهرے چند یافته و بطهارت روزانه دل ناپاک پاک ساختن نشد، الحق هر که معاشرتش را بنای محبت و صفائی داشته سر و گردن احتیاجش بزیور تسبیح نه پرداخته. نفسیکه از هوا و هوس آلوده است طمانیت روحانی او را نه از مطالعه وید نه جود و سخا نه نذر قربانی نه پابندی صوم و صلوٰة نه دیگر ریاضات میسر می تواند شد. از خار بوتهای شهوات گذشتن سهل بدان که دران پلنگ خونخوار خفیه باشد. صفائی قلب بهترین نعمتهاست که سالکان صراط مستقیم را و کسانے را دست دهد که با اعتقاد درست و کردار و گفتار نیک زنگ نفس زدایند.

چه گر انسانیه با خود داشته پیش خداوند دو زانو تعظیم او بجا آرد. ایا آنچه از سوختن سجور خیزد و یا گوسفند یا هزار بهای میش با نذر دل بند کلان بدریا ئے [illegible] تا روح آلوده ام از گناه پاک گردد. او تعالی آنچه می باید کرد فرموده شیوهٔ عدالت و کرم و نثار و عجز و انکسار و پیروی اخلاق او شعار گردان و از امداد بیوگان و اعانت یتیمان پهلو تهی مساز و با شهوات نفسانی و بہ بہارے دنیوی بر مو موالفت مباد طهارت ظاهری و پرستش ریاکاری قدر و قیمت ندارد بلکه این حرکات زبون نفس خبیث است. اصول نامعقول راکاربند شده ریاضت و اذیت به نفس نفیس خویش یا بستگیان پسندیدن نمایش بیجهان خواب و خیال ست. بهانا ریاضت جسم یا گرسنگی بود ریاضت زبان راست گوئی و ریاضت خیال نفس کشی و صفائی خاطر و مشغول و مطیع نیک خواهست.

اے موت بگو از آتشے متبرک کہ بداں دخول بہ بہشت میسر گردد چہ می دانم واصلان بہشت حیات ابدی و بقائے سرمدی یابند گفت آنرا من خوب می شناسم آں آتش ہست کہ درون سالکان مستتر ہست و اندرون شو بدلائے قلب مضمر چنانچہ حافظ فرمایدست۔

آتش آں نیست کہ بر شعلہ او خندد شمع   آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

مشق ۱۳۶ ۔ ترجمہ کتاب انگریزی

مجمع الجزائر میلے شکار بنو عسل در شہر ٹیمور۔ میں نے ایک مرتبہ باشندگان ٹیمور کو شہد کے چھتے کو توڑتے ہوئے دیکھا جو تماشائے دلاویز و دلچسپ تھا۔ جس وادی میں کہ میں کیڑے جمع کرتا تھا۔ وہاں ایک روز تین چار ٹیموری فرد اور بچے ایک درخت کے تلے جمع دیکھے۔ اور جب آنکھ اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی ایک بلند اور ترچھی شاخ پر تین بڑے بڑے شہد کے چھتے لگے ہوئے ہیں یہ درخت سیدھا چلا گیا اور چھال اس کی بڑی چکنی تھی اور شاخیں اس میں نکلی ہوئی نہ تھیں مگر ۷۰ یا ۸۰ فٹ کی اونچائی پر ایک شاخ نمودار ہوئی تھی جس پر مکھیوں نے اپنا مسکن بنایا تھا چونکہ ظاہر تھا کہ یہ لوگ شہد کی مکھیوں کی طرف تاک لگائے ہوئے ہیں میں انکی کارروائی کا نظارہ کرنے کے لئے ٹھیر رہا۔ اول اول ایک نے ان میں سے کسی چھوٹے درخت کا لمبا تنا لا کر پیش کیا اور چاروں طرف اس کی شاخیں توڑنے لگا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ درخت بڑا مضبوط اور ریشہ دار ہے۔ بعدہ اس میں تار کے پتے کسی لمبی پتلی بان سے لپیٹ لپیٹ کر باندھنا شروع کیا۔ پھر اس نے اپنی کمر میں ایک کپڑا مضبوطی سے باندھ کر دیا اور دوسرا کپڑا سر اور گردن اور جسم پر لپیٹ کر گردن سے اوپر سے مضبوط باندھا مگر ہاتھوں اور ٹانگوں اور چہرہ کو بالکل کھلا رکھا۔ وہ اپنی کمر میں لٹکائے ہوئے ایک لمبی پتلی ڈوری کا پلندا اپنے ساتھ لے گیا اور جب وہ تیاریاں کر رہا تھا۔ تو اس کا

ایک ساتھی ایک مضبوط لمبا بان ۸ یا ۱۰ گز کا کاٹ کر لایا جس کے ایک سرے
میں لکڑی کی مشعل لگا دی اور اس کو نیچے کی طرف روشن کر دیا جس سے برابر دھوئیں
کا دھارا نکلنے لگا مشعل سے ذرا اوپر ایک تراشنے والا چاقو ڈوری کی مکر سے باندھ
دیا۔ شکاری نے اب بان کو مشعل کے اوپر پکڑ لیا اور دوسرا سرا درخت کے تنہ کے
گرد گھما کر باندھا اور دونوں سرے اپنے ہاتھ میں پکڑے رہا ذرا اپنے سر کے اوپر
درخت پر جھٹکا دیتے ہوئے اس نے اپنے پیر درخت کے تنہ پر جمائے اور نیچے کو جھکے
ہوئے چڑھنے لگا اس کے اس ہنر کو دیکھ تعجب ہوا۔ چڑھنے میں آسانی پیدا کرنے کی
غرض سے وہ درخت کے ذرا سے بھی جھکاؤ گویا چھال کی کسی ناہموار جگہ کو بلا استفادہ
اٹھائے ہوئے نہیں چھوڑتا تھا۔ اور جہاں کہیں اس کو اپنے برہنہ پیر ٹیکنے کے لئے ذرا
مضبوط جگہ مل گئی وہیں وہ سخت بیل کو جو چند فٹ اونچی رہتی تھی جھٹک دیتا تھا میں
وہیں اسے ۳۰۔ ۴۰ اور ۵۰ فٹ کی بلندی پر اس قدر سرعت کے ساتھ چڑھتے
ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گیا مگر وہ برابر باطمینان چڑھتے چڑھتے چھ سے ۱۰ فٹ دور رہ گیا۔

ترجمہ اس کا یہ ہے

بطوریکہ باشندگان تیمور شہد از شان زنبور ے گیرند بارے من دیدم تماشا
عزیب و دلکشا ست در وادیکہ من کرمہا فراہم می کردم روزے سہ چہار مرد و بچہ از
تیموریان پائیں درختے جمع و چوں نظرم بالا رفت بر شاخ خمیدہ بلندسہ شان کلاں
چسپاں دیدم ایں درخت راست بلند صاف و ہموار پوست شاخہا نداشت بجز یک
شاخ بر بلندی ہفتاد و ہشتاد ارش کہ بر آں شانہا بودند چوں ایں جملہ بر درختور ہامی
نگریستند من برائے تماشائے کار شاں ایستادم نخست یکے از آنہا ساق دراز
درخت خورد بیاورد و شاخہایش کہ از اطرافش شکست دہرید چناں نمود کہ درخت محکم
وریشہ دار ست آخر بالائیش برگ درخت تا ڑ پارسن پیچیدہ دجامۂ دسکر گاہ محکم

بستہ وجامہ دیگر برتن وسر وگردن استوار کردہ۔ برگردن خود بست وجز چہرہ و بازو و پاکشادہ نداشت و در کمر خود سر گلولہ رشتۂ باریک آویختہ با خود گرفت اینکہ دریں آمادگی بود ہمراہی او ریسمانی ہشت دہ و زاغ دراز بریدہ آورد و دریک طرفش مشعل چوب ست و در جانب او آتش زدتا دو وسیاہ ازاں برآمد۔ اندکے بالائے مشعل کاردے نے تراش در رشتہ چوب بست۔ حالا مرد شکرندہ رسن را از بالائے مشعل گرفتہ و جانب دیگرش پیرامون درخت گردانیدہ استوار کرد و ہر دو جانبش بدست برداشت اندکے بالائے سرش تکان دادہ پاہائے خود بر ساق درخت افشردہ و سر خمیدہ باساق درخت برآمدن گرفت ہنرش مرا در حیرت افگند سہولت برآمدن را از خمیدگی درخت یا ناہمواری پوستش اگر جائے یافت پائیش مدد گرفت و بے استفادہ اش نگذاشت و ہر جا کہ برہنہ پالیش را جائے استقرار نبود۔ ہماندم او بیل سخت را کہ چند شبر بالا می ماند بجنبش فرسود سن بالا رفتگی او بر بلندی سی چہل۔ پنجاہ بدیں سرعت دیدہ در شگفت افتادم مگر او ہمچناں بالا رواں بفاصلہ دہ ارش از شاں عسل بماند۔

مشق ۳۷۔ از کتاب مذکور

نغمہ پرسوز گا گا کر مجھ سے مت کہو کہ زندگی محض ایک خواب و خیال ہے جو روح خواب غفلت میں پڑی رہتی یعنے اس زندگی کو صرف مایۂ حزن و ملال خیال کرتی ہے اس کو مردہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اس جہان کی چیزیں ویسی نہیں ہیں جیسی کہ کاہل الوجود وہمیوں کو معلوم ہوتی ہیں زندگی ایک حقیقی شے ہے اور نیک کام میں سرگرمی سے صرف کرنے کے لئے ہے۔ اور قبر اس کی آخر منزل ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ خاک ہے اور خاک میں ہی مل جائے گا۔ تو روح کی نسبت نہیں کہا گیا ہے اس زندگی کا مقصد خوشی یا رنج نہیں ہے بلکہ محنت کے کام میں مصروف

رہنے کا ہے۔ تاکہ ہماری ترقی کا قدم ہر روز آگے بڑھا رہے۔ تحصیل ہنر کے لئے
وقت درکار ہے اور زندگی کی مدت قلیل ہے اور گو ہمارا دل مضبوط اور جری ہے
مگر مثل کپڑے سے ڈھکے ہوئے نقارہ کے ہے جو نغمہ میت بجاتا ہوا قبر کی طرف
بڑھتا ہے۔

اس جہان کے وسیع کارزار میں اور زندگی کے کشادہ میدان قیام گاہ میں ہر
فرد بشر پر لازم ہے کہ مثل بے زبان اور بے اختیار مویشی کے نہ ہو بلکہ بدی کا مقابلہ
کرنے میں اپنے تئیں سورما ثابت کرے۔

زمانہ آئندہ پر بھروسا مت رکھے رہو گو وہ کیسا ہی دلفریب معلوم ہو اور
زمانہ گزشتہ کو صلوٰۃ کہو اور دل میں ہمت باندھ کر اور خدا کی امید کر کے زمانہ حال
کے فرائض منصبہ کو انجام دیتے رہو۔

سب بڑے آدمیوں کی سوانح عمری دیکھنے سے ہم کو سبق حاصل ہوتا ہے
کہ ہم بھی اپنی زندگی کو پایہ اعلیٰ پر پہنچا سکتے ہیں اور بعد مردن ریگستان وقت پر
اپنا نقش پا چھوڑ سکتے ہیں۔ ایسے نقش پا جن کو کوئی دوسرا بھائی جو عالم مایوسی اور
تباہی میں اور سنجیدہ بحر زندگی پر گزرتے ہوئے دیکھ کر تقویت دل حاصل کرے۔

پس ہم پر واجب ہے کہ مستعد و چست ہوں اور جو آپڑے اس کے برداشت
کرنے کے لئے دل تیار رکھیں۔ ہمیشہ کام متعلقہ کو انجام دیتے ہوئے اور طریقہ مجوزہ
پر ثابت قدم ہوتے ہوئے محنت کئے جائیں۔ اور اس کے نتیجہ کا انتظار کریں۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

بنغمہ پرسوز سرایان برمن مخوان کہ زندگی خواب و خیالست خفتہ غوطہ
غفلت را اے آنرا کہ زندگی را مایہ حزن و ملال پندار مردہ نہ زندہ باید انگاشت زیرا
این جہان نہ آن چنان است کہ وا نمایان کار با وجود می بینند زندگی حقیقت است

که در نکوکاری و خیراندیشی صرف کرده شود و آخرین منزلش مغاک قبرست که برزخش
نامند و آنچه گویند که خاکست و خاک با خاک درآمیز و نسبت بروح در دان نگفته
اند مقصد زندگی نه رنج و راحت داشته اند بلکه در کارہائے بہبودی و جانفشانی
و تن دہی بکار بردن تا قدم ترقی و تعلی در فضائے سلوک روز افزون بود تحصیل
فضل و ہنر را وقت می باید و مدت زیست اندکیست و اگرچه دل ما قوی و جری
ست اما چون نقارهٔ زیر غلاف صدائے مرگ کوبان بسوئے گور قبر می رود
در تا ورد گاه این جہان فراخ دور آرام گاه فضائے وسیع حیات بہ ہر فرد بشر
واجب که چون مواشی بے زبان و انعام گنگ و مہان نباشد بلکه در مقاومت
معاصی و مناہی و مبارزت ملاعب و ملاہی خود را رستم ثانی نماید بر زمانه
مستقبل اعتمادے نشاید اگرچه دلچسپ و دلفریب ست و بر ہنگام گذشته
استغفار خوان و کرمت بر امید یزدان بسته فرائض حال بدون مقال
باید گزارد۔

از مطالعه سوانح بزرگان ما سبق می گیریم که ما ہم حیات خود را بپایه اعلیٰ
و مرتبه بالا می توانیم رسانید و جہان را وداع گفته نقش پائے بر ریگستان زمان
گذاشت تا دیگرے از برادران آیندگان بحالم خستگی و محرومی بر دریائے زندگی
که گذرند از مطالعه این نقش پا قوت قلب حاصل کنند پس ما را باید که چست
و چالاک شویم و آنچه بسر آید سر و سینه سپری را قوی دل باشیم و پیوسته
کار متعلقه را بانجام رسانیم و بر طریق مستقیم ثابت قدم محنت ریاضت پیش گیریم
نتیجه اش را چشم انتظار داریم۔

مشق ۸۳ از کتاب مذکور

۱۳۶۱ء میں گورنمنٹ استنبول کے ساتھ نزاع پیدا ہوا جس کے

باعث اہل وینس کے ہاتھ سے بحیرۂ اسود کی تجارت نکل گئی اور جینوا کا ستارہ کچھ دن تک اوج پر رہا۔ ایک سخت جنگ ہوئی جو چار سال تک رہی۔ آخر وینس کی فتحیابی ہوئی جس سے اس کی قوت بحری اور اعلیٰ مرتبہ تجارتی پھر قائم ہوا مگر تجارت بحیرہ اسود جو جنگ کا اصلی مقصد تھا۔ بہت جلد دونوں فاتح و مفتوح کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ کیونکہ اہل ترک نے مداخلت کرنا شروع کیا۔ اور بحیرہ یونان و بحیرہ اسود کی تجارت و حرفت پر اپنا مہلک اثر ڈالا لیکن میڈیٹرینین میں وینس بالکل بلا رقیب رہا۔ لیکن آخرکار جس صدمہ نے وینس کی طاقت کو زائل کیا وہ خارجی امر تھا۔ اس کی نسبت نہ کبھی خوف ہوا تھا اور نہ اس کا کچھ چارہ تھا۔ یہ سویز اور ایشیا کے درمیان ہند کا بحری راستہ دریافت کرنے سے پہنچا جو قدیم کاروانی سڑکوں کے بجائے قائم ہوا اور جو تجارت ابھی تک اہل وینس کے ہاتھ میں رہی تھی اس کا بڑا حصہ جدید راستہ سے جانے لگا۔ اس وقت سے ہوجہ تجارت وینس سے پرتگال ہالینڈ اور انگلستان کی طرف روان ہوا۔ وینس ابھی تک ملکہ بحیرہ اڈریاٹک بنا ہوا تھا۔ گو اس کی دولت اور شان و شوکت کم ہوگئی تھی۔ واسکوڈی گاما مشہور و معروف پرتگالی جہازران نے راس امید کے گرد پھر کر بحری راستہ ہند کا دریافت کیا۔ جس سے ایسا صدمہ وینس کو پہنچا کہ اس سے وہ پھر کبھی نہ پنپنے پایا۔

ترجمہ کی نشست یوں بیٹھی ہے

در ۱۲۶۱ء یا حکومت استنبول نزاع و خلاف افتاد و نا از دست اہل وینس تجارت بحیرہ اسود بدر رفت و ستارۂ بخت جنیوا چندے براوج کامرانی تاباں گشت۔ جنگے عظیم بپا گشت کہ مدتش تا چہار سال طول کشید و شاہد ظفر بکنار وینس آمد و قوت بحری و پایۂ تجارت او بازعلم بلندی برافراشت

ولے تجارت بحیرۂ اسود کہ عرصۂ جنگ بود ترود و از دست بود و فاتح و مفتوح بیرون
رفت چہ غلبۂ ترکان پائے مداخلت دراز کرد و بر تجارت در حرفت بحیرۂ یونان
و بحیرۂ اسود مہلک اثر تسلط انداخت اما در بحیرۂ میڈیٹرینین اہل وینس دریں
کار شریک و سہیم نداشت۔ اما انجام کار امریکہ یداں قوت وینس زوال پذیرفت
چیزے دیگر از خارج بود نہ گاہے نکرشش بدل خلیدہ نہ غم وجودش جان
کاہیدہ۔ و آں یافتن راہ بحری بسوئے ہند کہ مابین نہر سویز و بر اعظم ایشیا
ست کہ بجائے طرق کاروانی داشتہ شد و تجارتیکہ ہنوز تمام و کمالش بدست
اہل وینس بود حصہ کلانش ازہمیں راہ جدید رواں گردید و ازیں ہنگام سیلاب
تجارت از جانب وینس سوئے پرتگال و ہالینڈ موجزن گشت۔ وینس ہنوز
نام ملکت و داد فرمان دہی تجارت می داد اگرچہ قوت و شوکتش از پایۂ خود زیر
افتاد۔ واسکوڈی گاما امیر البحر معروف پرتگالی پیرامون راس امید گردش
نمودہ راہ بحری ہند معلوم ساخت و ایں آں آفت زوال بر سر وینس آورد کہ
پس ازاں آنرا ستارہ جمال بحالی پیش چشمش نتافت۔

مشق ۳۹ از کتاب مذکور

کسی موقع پر فی الفور احکام بجالانے کی عادت ایسی سختی کے ساتھ کسوٹی پر
نہیں رکھی جاتی جیسی کہ اس وقت جبکہ تباہی جہاز کی وجہ سے عالم مایوسی
اور پریشانی طاری ہوتی ہے۔ جہازیوں میں تعمیل حکم کی عادت نہ ہونے سے
غارت شدہ جہاز کا جو حال ہوتا ہے۔ وہ ان خوفناک کوائف سے عیاں
ہے جن کا وقوع فرانسیسی جہاز موسومہ میڈوز کی تباہی کے وقت ہوا جبکہ
حیوانوں کی نفس پروری کی وجہ سے ایسی نفرت انگیز وحشیانہ سینہ زوری
اور مردم خوری ظہور میں آئی جس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ مگر ایسی کوائف

صفحہ روزگار پر بطور اس بات کی یادگار کے قائم رہتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنے ہی
نفس کا لحاظ رکھنا غایت درجہ کی ناتلاش کارروائی ہے۔ اگرچہ حفظ ذاتی بھی کہیں
مقصد مقدم سمجھا جاتے برطانیہ کے جنگی جہازوں پر بلا تامل حکم بجا لانا اور کار سپرد
کردہ کے سوائے اور کسی امر کی پروا نہ کرنا عام قاعدہ ہے کرنیل فنشر صاحب جو
ایک ایسے توپ کی کشتی پر سوار تھے جس پر غنیم کی آگ غایت درجہ برس رہی
تھی بیان کرتے ہیں کہ میں وہ اطمینان خاطر جس سے کل انتظام جہازرانی
انجام دیا جاتا تھا دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوا اس لئے کہ میں خشکی کا رہنے والا شخص
تھا میں دیکھتا ہوں کہ کشتی والے بڑی محنت و جانفشانی سے ایسے دشوار و
سخت کام میں لگے ہیں کہ بجز فرض وسیائی منصب کے دوسری طرف دھیان
نہیں کرتے اور اپنے گرد کے جنگ و جدل سے گویا بالکل بے خبر ہیں اور یہ
رغبت ادائے فرض ایسے وقت میں ظہور میں آتی تھی جبکہ گولی کی بوچھار کچھ
ان کا قلع قمع ہی نہیں کرتی تھی بلکہ توپ کا گولہ کشتی کو ٹھکراتا تھا اور اس کے
پرخچے کرکے ہوا میں اڑاتا تھا یا بلیوں کو ان کے سر پر گراتا تھا وہاں ایسے کام
وقوع میں آنا تعجب کی بات نہیں ہو سکتی جس میں خوف یا حفظ ذاتی کے کل
خیالات کو بالائے طاق رکھ کر فرض ادا کرنا مقدم سمجھا جائے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

بر ہیچ موقع از مواقع و مورد از موارد تقدعادت سرعت انتقال
و امر و نواہی بیان تشدد و تاکید بر معیار آزمودن و آزمائش داشتہ نمی شود
چنانکہ بعالم مایوسی و سراسیمگی و حیرانی و پریشانی کہ بوجہ تباہی و بربادی کشتی دخانی
بر سر قوب عارض و طاری می شود آں سر حالی کہ کشتی تباہ شدہ بوجہ عدم عادت
استقلال کشتیبانان بہ مہیا اردو ازاں کیفیت ہولناک عیاں و ہویدا است کہ

ووقوعش هنگام تباهی جهاز فرانسیسی موسوم به میلاوزه یاد می‌آید که هنگامه بعثت
خودپسندی جاهلانه نفرت‌انگیز و سینه‌زوری وحشیانه بظهور پیوست که
امکان پیدائش از حیزهٔ امکان بیرون ست گر این گونه جنگ‌جوئی‌ها بر صفحهٔ روزگار
بجهت اظهار و ابراز این امر یادگار ماند تا دانسته شود که هر کس را این چنین
نفس‌پروری پیش نظر داشتن سخت ظلم‌پیشگی و قلیل‌اندیشگی ست در کشتی‌های
جنگی برطانیه امتثال امر و عدم توجه بکار دیگر سوائے کار سپرده طریقه
جاری ست۔

کرنیل فشر که بران کشتی توپ سوار بود که آتش غنیم بسختی تمام می‌بارید
می‌گوید که من از اطمینان خاطر که همه انتظام کشتی بران منحصر و موقوف بود متحیر گردیدم
من که از باشندگانِ بریودم می‌بینم که کارپردازان کشتی از کبیر تا صغیر بکشش
و کوشش تمام بچنین کار سخت چنان مصروف اند که بجز فرض منصب بحری
دیگر توجه و میلان بدل نیاورده‌اند از جنگ و جدل پیرامون خود خبرے ندارند پوشیده
این ادائے فرض بدان روان بظهور پیوندد که یاران ساچهانه خود وجودشان
بپامالد بلکه گلولهائے توپ و تفنگ نفس کشتی را بلرزاند و اجزا رو پارهائش پیلوها
بپراند و چوبهائے کشتی بر سر و گردن اوشان بزند و آنجا چنان کار شریف
بوقوع آمدن شگفت نیانگیزد اگر تصورات حفظ نفسانی بالائے طاق نهاده
ادائے فرض را مقدم دارند۔ فقط

ابیات

سچے موتی ہیں یہ اردو فارسی | یا بہنی تالیف یہ گلزار سی
ہے عیاں کو کیا بیاں کی احتیاج | ہاتھ کنگن کو بھلا کیا آرسی
دیدۂ انصاف میں گلگشت سمن | چشم اعدا میں ہے گرچہ خار سی

نفع پہنچے گا جسے اس کے لئے ۔۔۔ ہے دلربا دلدارسی
جس کو محبت ہے نہ ہے طبع سلیم ۔۔۔ ہے نظر میں اس کی پہ بیکار رسی
فارسی والے اسے سمجھیں بیاض ۔۔۔ یا گلے کا ہار یا زنار رسی
احمد ناچیز کے سر پر بندھی ۔۔۔ خشکی چشم جہاں دستار رسی

تمت

اعلان

ہمارے ہاں کتب نصاب برائے امتحانات مولوی۔ مولوی عالم مولوی فاضل۔ منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل اور پرافیشنسی ان اردو (ادیب) ہائی پرافیشنسی ان اردو (ادیب عالم) آنرز ان اردو (ادیب فاضل) پنجاب یونیورسٹی مع کتب امدادی عمدہ بارعایت ملتی ہیں۔

فہرست کتب مفت

ملنے کا پتہ

شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی

کشمیری بازار لاہور